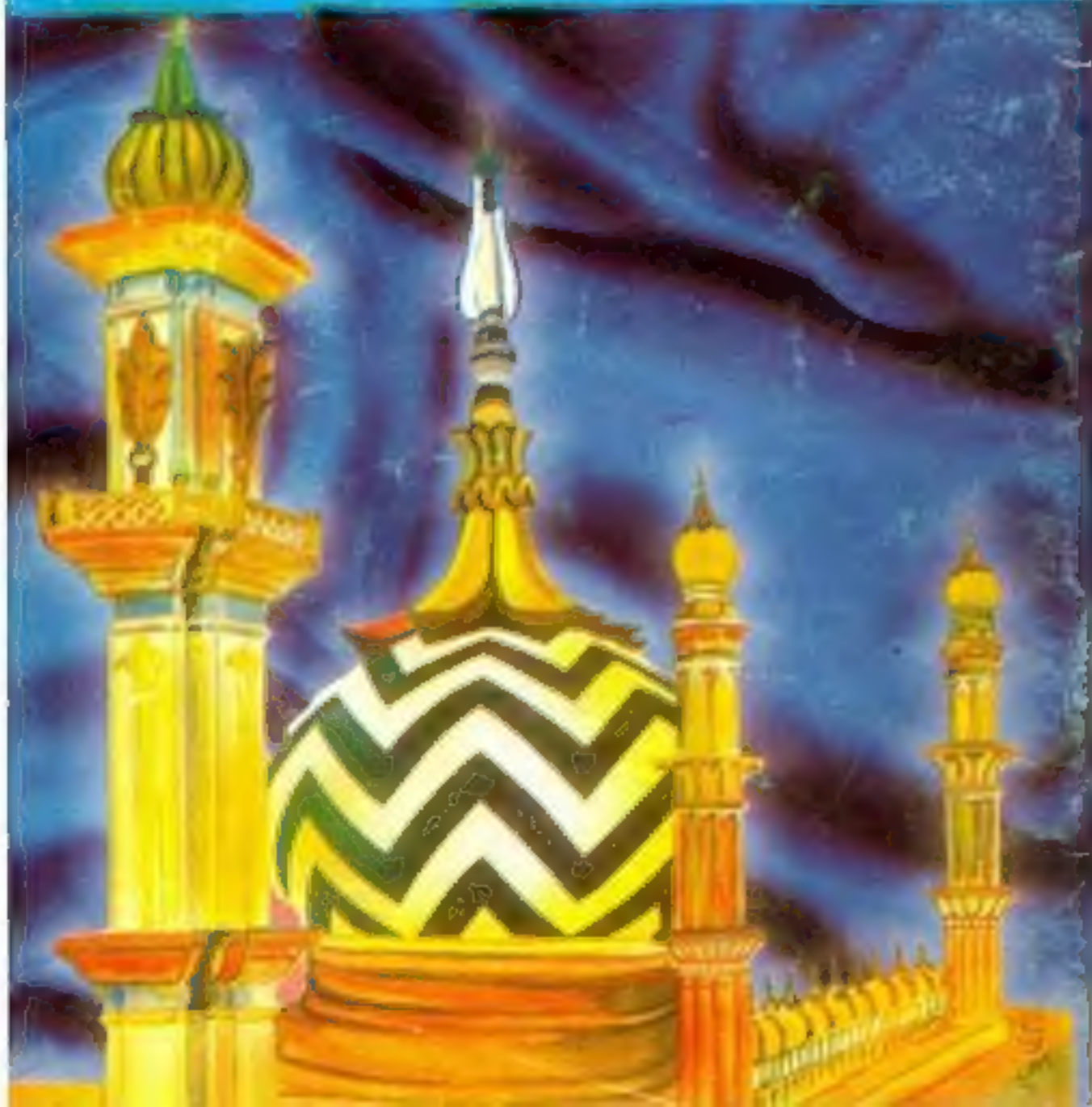


ابن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ

وقعات السنان

مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ



جملہ حقوق محفوظ

کتاب _____ ولغات السنن الی خلق بسط البدان
مصنف _____ مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بنوری قدس سرہ
(کن) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ
اصلاح و نظر ثانی _____ ماہر تحقیقات اسلامیہ سید امیر محمد شاہ قادری قادری
مدرسہ اہل سنت و جماعت نظامیہ (ایم۔ اے۔ عربیہ اسلامیات)
ناشر _____ غوثیہ بک ڈپو سرہ کے
اشاعت _____ اکتوبر 1999ء

ملنے کے چے

- ☆ مکتبہ جامعہ سید محمد علی روضا لاہور
- ☆ ضیاء القرآن پبلیکیشنز روضا لاہور
- ☆ مسلم کنوے سید محمد علی روضا لاہور
- ☆ گلارہ پبلی کوشنرز و پبلشنگ ایجنسی لاہور

تعارف کتاب

آپ کی زیر مطالعہ کتاب بلاشبہ اہل سنت و جماعت کے لئے نعت غیر مرقبہ ہے کم نہیں کتاب ہذا میں فرق باطلہ کا عموماً اور نجدت غیر مقلدیت اور تقلید نما نام نہاد سنیوں و دیوبندیوں کی خصوصاً خوب خبر لی گئی ہے۔ اور وہابیوں دیوبندیوں کی تحریری بد عنوانیوں کو دلائل شرعیہ سے کفریہ عبارات ثابت کیا گیا ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی 'قاسم نالوتوی' رشید گنگوہی 'صدیق الحسن بھوپالی' اشرف علی تھانوی کے بد عقائد نمایاں کئے گئے ہیں۔

صراط مستقیم تحذیر الناس بسط البدان 'حفظ الایمان کی تحریری ہے ایمانوں کا اچھی طرح پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل بالا کتابوں کی کفریہ عبارات کی نہ صرف نشان دہی کی گئی ہے بلکہ قاطع براہین سے ان مصنفین کو ہمیشہ کے لئے بے زبان بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ ایسی کتب کے مطالعہ سے یقیناً مسلک اہل سنت کو ایک مضبوط دفاع میسر ہوگا۔ اہل سنت مناظر علماء کے لئے زیر نظر کتاب خضر راہ کا کام دے سکتی ہے۔

دعا گو

سید امیر محمد شاہ قادری سائندھ قصور



نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

بخدمت جناب گرامی القاب سر ایاکرم وسیع المناقب جناب مولی شرف علی تھانوی صاحب

المسئلہ ص ۱۱۱ میں اجماع السعدی جیب سے سوف النقی جیسے ملعون و ناپاک کتاب آپ حضرات
سے لکھی ہوئی اور مدد سے دیوبند سے شائع کی اور آپ کے علماء نے اس پر افتخار اور
اس سے استناد اور اس کی نقول کا ذیہ ملعونہ پر اعتماد کیا جس کی ذیل آج تک کسی آریہ و
پادری کو بھی نہ پڑی کہ ختم کے آبا و اجداد کا بد و مشائخ و اسیاد۔ حتیٰ کہ حضور سیدنا
خوش الانظر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم کے اسماء طیبہ سے کتابوں کی کتابیں دل سے تراشیں ہیں
ان کی عبارتیں گھڑ لیں۔ ان کے مطبع اور صفحے بنائیے کہ تم تو یوں کہتے ہو اور تمہارے یہ اکابر کرا
اپنی فلاں فلاں کتاب، مطبوعات فلاں فلاں مطابع کے فلاں فلاں صفحے پر یوں فرماتے ہیں حالانکہ
بہان میں نہ ان کتابوں کا نشان نہ ان عبارتوں کا پتہ بلکہ وہ تمام و کمال محض ایک گھڑا ہوا خراب
پریشاں ہے جس کی تعبیر صرف اس قدر کہ لعنة الله على النحذیین۔ اس روز سے
آپ حضرات کسی ماقبل کے نزدیک لائق کلام و خطاب نہ رہے اور جیسے سے آپ کی طرف
سے دو درقیان، چھ درقیان ہزار و ہزار سب و شتم و دشنام و کذب و افتراء اتہام
پر مشتمل برسات میں حشرات الارض کی طرح پھیل پڑیں اور خصوصاً واقعہ مراد آباد اور اس
میں آپ صاحبوں کا مجر و فرار اور مناظرہ بند کرنے کے لیے یا پولیس الہمدیہ یا نصاریٰ النبی

کی بیکار عالم آشکار ہو کر اور بھی سونے پر سہاگہ ہوئی پھر رشتہ آخرہ کا بھی سے آپ پر نازل ہونا اور آج تک لا جواب رہنا اور ابھی کے اصوات خیرا جیسا ہونے پر جیڑی کر گیا، باہیں ہمہ آپ کے اذتاب چاہتے ہیں کہ آپ کی مستعار حیات جس میں تائید کے سوا باقی حصہ بالکل معدوم ہو گیا ہے۔ پچھلے سے نہ گزرے اور آپ سے چھڑ چلی ہی جائے۔ لہذا ان کی دہن دوزخی کو کتاب مستطاب انکادوی فی العادی والفاوی و کتاب لا جواب القسمه القاسمہ للباسم القاسمہ و کتاب سرایا انتخاب اشد الباس مل عابد الخناس یعنی رد متحدہ الناس و کتاب کامل النصاب خود اقر فان میں جند الدولہ و احزاب الشیطان و غیرہ سے یہ چند مختصر سوال التعلل کے حاضر کرنا ہوں۔ اگر آپ نے جواب کی ہمت کی جو انشاء اللہ العظیم آپ کو کہی نہ ہوئی اور نہ ہو تو لہجہ مباحثہ جلیلہ بھی اسی پیار میں گزارش کر کے دکھا دوں گا کہ آپ حضرات نے اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو منہ بھر بھر کر گالیاں دیں اور آپ کے حمایتیوں سے جان توڑ کر ان کے نام بدل زخم بھرنے کے لئے سخت مصل اور پاد ہوا تاویس گڑیں۔ وہ حقیقت دوستی بے غرور دشمنی است کے قبیل سے تھیں اور آپ کی بات بتانے کے بدلے انہی آپ پر رشتہ اور ہم ریش ہونے کے عوض اور نمک پاش اور مشک آگند ہو گئیں۔

سنة الله في الدين عوام قبل ولى تجد لسنة الله تبدل دولي يجعل الله للكفر من على المؤمنين ميسلا جعل مصالحة الذين كفروا السيل وحكمة الله هي العليا ومن اصدق من الله تبدل و صلي الله تعالى من سيدنا و ملاونا سونا و مباد لنا محمد و الله و صبحه تعظيما و تبيجا . آمين .

سوال اول: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا جو قرآن عظیم میں منصوص اور مسلمانوں کے ضروریات دین سے ہے۔ صرف یہ نقطہ ضروریات سے ہے۔ معنی کچھ گھڑ لیجئے۔ یا ان کے کوئی معنی ضروریات سے ہیں۔ بر تقدیر ثانی وہ معنی کیا ہیں۔

سوال دوم: جو معنی کہ ایک شخص تیرہ سو برس کے بعد تراشے اور ان کے ابجا و کفندہ ہونے کا خود بھی مقر ہو اور وہ مقرر ہوتا تو رسالت صالحین سے آج تک کسی سے ان کا منقول

نہ ہونا خود ان کے حدیث پر شاہد عالی ہونا کیا وہ ضروریات دین سے ٹھہریں گے۔ یا وہ معنی جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و ائمہ دین سے متواتر اور عام مسلمانوں میں دائر و سائر ہیں۔ وہ ضروریات دین سے ہوں گے۔ ضروریات دین کے کیا معنی ہیں۔ سوال سوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و ائمہ دین نے خاتم النبیین کے یہی معنی بتائے کہ حضور سب سے پہلے نبی ہیں۔ بعثت اللہ کے بعد اب کوئی جدید نبی نہ ہو گا یا یہ بتائے ہیں کہ حضور نبی بالذات ہیں اور انبیاء نبی بالعرض اور بالعرض کا قصہ ما بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ معنی خاتم النبیین اگر بتائے ہوں تو ثبوت دیکھئے نہ بتائے ہوں تو اقرار کیجئے کہ واقعی یہ حدیث محدث ہے اور ضروریات دین کے وہی معنی اول ہیں۔

سوال چہارم: جو معنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و ائمہ دین بتاتے آئے۔ ان کو خیال عوام کہنے والا ضروریات دین کا منکر ہے یا نہیں۔ اس لیے صحابہ و ائمہ حتیٰ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ معنی قرآن مجید سے جاہل و نا فہم ٹھہرایا یا نہیں ایسا ٹھہرانے والا کافر ہے یا مسلمان رستی ہے یا بد دین بندہ شیطان۔

سوال پنجم: جو معنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و ائمہ سے متواتر اور مسلمانوں میں ضروری دینی ہو کر دائر و سائر ہیں۔ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ انور میں یا حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنے کے متافی ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو صاف کہہ دیجئے کہ حضور کے بعد کہتے ہی جدید نبی ہوں معنی آیت و حدیث کے کچھ خلاف نہیں اور اگر ہیں تو زمانہ اقدس میں یا حضور کے بعد دوسرا نبی تھوڑا کرنا معنی متواتر ختم نبوت کے خلاف اور اس میں ضرور خلل انداز اور جو اس کا منکر ہو اور ضروریات دین کا منکر ہو کر کافر ہوا یا نہیں۔

سوال ششم: ختم زمانی کا انکار کفر ہے یا نہیں اگر ہے تو اس وجہ سے کہ وہ ختم نبوت کی آیت و احادیث اس معنی متواتر ضروری دینی کے خلاف ہے یا کسی اور سن گھڑت وجہ سے بر تقدیر ثانی وہ وجہ بتلائیے قرآن و حدیث و کلام ائمہ سے اس کا ثبوت دیکھئے بر تقدیر اول جو اس معنی کو خیال عوام بتا چکا اور خود وہ معنی گھڑے کہ نبی جدید پیدا ہونا منافی ختم نبوت نہ رہا تو کس منہ سے ختم زمانی کے منکر کو کافر کہہ سکتا ہے۔ اس کی دلیل

مثبت کفر پیدا کیجئے۔

سوال ہفتم: جب کہ اس کے معنی پر نبوت جدیدہ منافی ختم نبوت نہیں تو ختم زمانی وہ کہاں سے ثابت کرے گا۔ کیا اسی ختم نبوت سے جس کے وہ معنی اس نے خیال ہر سال ٹھہرا دیئے۔ یہ تو باطل ہے اور دوسری کوئی دلیل نہیں تو وہ خود بھی ختم زمانی کا حقیقتہً منکر ہوا یا نہیں۔ اور اس کے منکر کو کافر کہہ کر خود اپنے کفر کا مقدر ہوا یا نہیں کیا اپنے کفر کا اقرار کافر کو کفر سے پکارتا ہے۔

سوال ہشتم: نبی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت جدیدہ کا صرف وقوع ماننا کفر ہے اس کی تجویز کفر نہیں یا تجویز بھی کفر ہے۔ بر تقدیر اول ائمہ کرام کے کلام سے ثبوت دیجئے۔ بر تقدیر ثانی تجویز کفر ہے تو اس لیے کہ منافی ختم نبوت ہے یا اور کسی وجہ سے۔ بر تقدیر ثانی اس وجہ کا بیان و ثبوت اور بر تقدیر اول جو قائل وقوع کو کافر کیے اور آپ تجویز نبوت جدیدہ کو خلاف ختم نبوت نہ جانتے۔ وہ کافر ہو گیا یا نہیں۔ اگر دو مسئلہ ہوں جن میں ہر ایک کا انکار کفر ہو۔ نزدیک ان میں سے ایک کے منکر کو کافر کیے اور دوسرے کا خود منکر ہو تو اس کا پہلے کے منکر کو کافر کہنا دوسرے کے انکار سے خود کافر ہونے کے کیا منافی ہو سکتا ہے۔

سوال نہم: اللہ عزوجل کے ماننے والو اللہ انصاف اللہ انصاف ایک ولید پلید کے کلام کے خیال میں تو اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا یا اس معنی ہے کہ اللہ ایلا ہے، تنہا خدا ہے مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تعدد یا تعدد وجود میں بالذات کچھ فعلیت نہیں۔ عرض بھی ایک ہی ہے اور سب میں تجھے کی زبانی بھی ایک ہی ہے۔ آدم بھی ایک ہی ہیں اور اجیس بھی ایک ہی ہے۔ پھر مقام حمد میں لا الہ الا اللہ فرما کر کیوں صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف حمد میں سے نہ کیے اور اس مقام کو مقام حمد نہ قرار دیکھے تو البتہ توحید باعتبار تشائی وجود صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔ بلکہ پائے توحید اور بات پر ہے۔ جس سے تنہائی وجود خود بخود لازم آجاتی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا تعدد موصوف بالذات

کے آگے ختم ہو جاتا ہے۔ اصل کے آگے حل کو کوئی دعویٰ نہیں پہنچتا ہے۔ خدا کے لیے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے۔ یعنی ملکات کے وجود اور کمالات وجود سب عرضی یعنی بالعرض ہیں۔ سوا اسی طور خدا کی توحید کو تصور فرمائیے یعنی وہ موصوف بہت الوہیت بالذات ہے اور سوا اس کے اور ہوں تو موصوف بالعرض ہوں گے۔ اور ان کی الوہیت اس کا فیض ہوگی پر اس کی الوہیت کسی اور کا فیض نہیں توحید یعنی موصوف کو تنہائی وجود لازم ہے۔ اگر بطور اطلاق اعموم ہاں اس توحید کو کوئی اور مرتبے سے عام لے لیجئے تو پھر دونوں طرح کی توحید مراد ہوگی ہر ایک مراد ہو تو شایاں شان الہی توحید رہتی ہے نہ کوئی اور۔ مجھ سے پوچھتے تو میرے خیال ناقص میں تو وہ بات ہے کہ جامع منصف انکار ہی نہ کر سکے۔ وہ یہ کہ توحید و تعدد یا وحدی ہو گیا وجودی یا مرتبی۔ یہ تین تو ہیں ہیں۔ باقی مفہوم توحید و تعدد ان تینوں کے حق میں جنس اور ظاہر ہے کہ مثل چشم و چشمہ معانی تین ان تینوں میں یوں ولید نہیں جو توحید کو شرک کہئے جنس نہ کہئے۔ سو لفظ وجود کی ہمارا اگر موصوف توحید ہی کوئی مفہوم عام ہی تجویز کیا جائے تو بستر ہے۔ سو لفظ اطلاق و عموم سے توحید توحید و وجودی ظاہر ہے و نہ تسلیم عدم توحید بدلات التزامی ضرورت ثابت ہے۔ اور تعزیرات قرآن و حدیث اس باب میں کافی کہ کچھ مضمون درج کرتا کر پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکورہ توحید کوئی بلند تر از منقول نہ ہوں۔ جیسا تو اثر اعداد و کمات و فرائض و در و غیرہ تو ایسا اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہو گا۔ عرض توحید اگر باس معنی توحید کی جائے ہو میں نے عرض کیا تو اللہ کا واحد ہونا بندوں ہی کی نظر سے خام ہو گا۔ بلکہ اگر الفرض ازل میں بھی کہیں اور کوئی خدا ہو۔ جب بھی اللہ کا واحد ہونا بدلتا ہو باقی رہتا ہے۔ بلکہ اگر بالعرض بعد زمانہ ازل بھی کوئی خدا پیدا ہو تو پھر بھی توحید الہی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

ولید پلید کا کلام پلید ختم ہوا اب استغناء ہے کہ ولید جز ازل میں یا بعد ازل میں اللہ خدا پیدا ہونے کو توحید الہی کے کچھ منافی نہیں جانتا۔ کافر ہوا یا نہیں اور اس کا وہ عاے ربانی کہ توحید وجودی بھی متواتر اور اس کا منکر کافر ہے۔ اس کفر سے اسے کیا بچائے گا۔ ہاں اس نے نیابتی کہا کہ جو در اندامانے کافر ہے۔ اس سے اتنا سمجھ گیا کہ وہ دونوں موجود نہیں ماننا مگر اس کی

تجربہ تو کرتا ہے اور دوسرا خدا یہ اجونے کو توحید الہی کے کچھ متناقض نہیں ہا شاہ کی کفر نہیں تو اس کی
اگلی کفر خود اس کے اس پھلے کفر کو کیا اٹھائے گی۔ نہیں نہیں وہ حرمہ قلعہ یقیناً کافر ہو گا اور
شیاطین اس کی بگڑی بنائے کو اس کے سر پہ جوتا دیل کاٹو کر ادھر رہتے ہیں۔ اسے تو کفر سے
پہچان نہیں سکتے۔ خود اس کے ساتھ کفر کے گڑھے میں گرتے ہیں۔ کہیں یہ حق ہے یا نہیں۔ ہے تو
قبول کرو۔ نہیں تو وجہ بدل بیان کرو۔

سوال دہم: کیا ہر ممکن ذاتی جائزہ وقوع ہوتا ہے۔ آپ لوگ جو معاذ اللہ کذب باری کو ممکن ذاتی کہتے اور بخوف مسلمانوں اس کے تجویز کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ اگرچہ قطعاً تجویز بلکہ وقوع کے قائل ہو۔ جیسا کہ کتاب مستطاب سبحن السبوح سے ثابت ہے تو امکان و تجویز کا فرق خود بھی مانتے ہو پھر معتمد المستند شریفؒ کی عبارت کریمہ کا خباثات تحذیر الناس سے فرق پرچینا کمال وقاحت و بے شرمی ہے یا نہیں۔ معتمد المستند شریفؒ تو بعد اللہ تعالیٰ ایک معتمد کی تصنیف ہے۔ آج تک کسی جاہل سے جاہل مسلمان نے بھی تحذیر الناس کی سی یہ خباثتیں کی ہیں کہ ستم زمانی میں کچھ فضیلت نہیں اس کا مراد لینا کلام اللہ کو مہمل کر دینا ہے۔ تم نبوت کے یہ معنی ہیں کہ اور نبی بالعرض ہے۔ نبی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی ہدید کی تجویز کو مل خاتمیت نہیں۔ کہاں تو یہ کھلے کفر اور کہاں وہ صریح حق کہ نبوت مجددہ ممکن وقوع نہیں جرات ممکن وقوع کے کافر ہے۔ مجرد امکان ذاتی ہے۔ وہ بھی تعدد خاتمہ میں نہیں۔ دو خاتمہ الٰہی ہونا محال بالذات ہے۔ جو معتمد المستند کے ارشادات عالیہ ہیں۔ یہاں فرق نہ سمجھنا تو اس سے بھی بدتر ہے۔ جو حضرت مولوی منوئی قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ

انچہ انسان میسکند بوزیسند ہم
آں کند کز مرد بیند دم بدم
اوگماں بردہ کہ من کردم چو او
فرق راسکے بیند آں استنہ جہ
وہاں نقالی تو تھی اسے تو اتنی بھی نصیب نہیں اور فرق کی طلب۔

سوال باز رہا ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے دھرم میں عزت و تلیل ہیں یا نہیں۔
 اللہ العزیز و لہو سولہ قرآن عظیم کا ارشاد ہے یا نہیں۔ حضور کی ذات مقدسہ پر عزت و
 جلالت کا حکم کرنا صحیح ہے یا نہیں۔

سوال دو از دہم باب انکہ بعض قلعی قرآن عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ ان کے بندے ان کے غلام بھی عزیز و جلیل ہیں۔ اللہ عز و جل کی طرح محمد عز و جل کتنا متع ہے یا نہیں علمائے کرام نے اس کی ممانعت فرمائی یا نہیں اگرچہ تو اس ممانعت کی کیا وجہ ہے۔ آیا یہ کہ عزت و بلائیت معاذ اللہ ذات اقدس سے مطلوب ہے اور ذات مقدسہ پر اس کا حکم کرنا صحیح نہیں یا اس کی وجہ محض اس لفظ سے مختص ہے نہ کہ حکم کو شامل۔

مسوالی سیزدہم : جو اس ممانعت کی بنا پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر عزت و ہولالت کا حکم کرتا ہی صحیح نہ رہا ہے وہ نقطہ نظر رسول کے اطلاق کو منحصر کرتا ہے یا خود معنی عزت و ہولالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنے کو باطل و غیر صحیح مانتا ہے۔ ایسا ماننے والا مسلمان نہ ہے یا کافرستی ہے یا بدین فاجر۔

سوال چہارم : شے پر شے کا حکم کرنا موضوع کے لیے معنی معمول کا ثابت کرنا ہے یا صرف لفظ کا اطلاق کرنا جو حکم ہی کو باطل مانے اس کا یہ عقد کہ میں صرف اس لفظ کے اطلاق کو رد کرتا ہوں۔ حکم صحیح مانتا ہوں۔ صریح مکابروہ ہٹ دھرمی عقابیلہ شرمی ہے یا نہیں۔

سوال پانچوہم: ولید سے سوال جو کہ زید اللہ عزوجل کو مہذبہ فیاض کتا ہے کہ فیضان کی اس سے ابتدا ہے۔ زید کا استدلال اور یہ عقیدہ کیسا ہے۔ ولید اس کے جواب میں کہے۔

اللہ عزوجل کی ذات مقدسہ پر مبدئیت فیض کا حکم کیا جانا اگر قبول نہ ہو تو دریافت طلب
یہ امر ہے کہ اس سے مراد مبدئیت بطور بعض اشیاء ہے یا بالماثل کل اگر بعض اشیاء مراد ہیں
تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا مبدء ہوتا تو ہر کنگہ ہر کھار اور کافروں اور جانوروں
کے لیے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کوئی نہ کوئی ایسی بات کرتا ہے جس کی اسی سے ابتداء ہے
کنگر گھرانہ نئی مورتیں مٹی سے بناتے ہیں بجا سب سے پہلے مروں لمبی کافرنہ چوڑے سنسنیت
نبویہ جہنم کی ابتداء سب سے پہلے بڑے کی جھٹ بنانے کی ابتداء ہے سے ہے تو چاہیے کہ
ہر کھار اور کافروں اور جانوروں کو مبدء انیما عن کہا جائے پھر اگر نہیں اس کا التزام کر لے کہ ان میں
سب کو مبدء انیما عن کہوں گا تو پھر مبدئیت فیض کو مغلکہ کمالات اللہ کیوں نہ کیا جاتا ہے۔ جس امر
فیض مومن بلکہ انسان کی تمام خصوصیت مذہب وہ کمالات الوہیت سے کہیں ہو سکتا ہے۔ اور اگر

الزام نہ کیا جائے تو خدا وغیرہ میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے اور اگر تمام اشیاء کی مبدئیت مراد ہے۔ اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ خود پہلی ذات کا مبدء نہیں اگر کسی کو ایسے الفاظ سے شبہ واقع ہو۔ جیسا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مذکور ہے۔ خالق کل شیء یا قتل اس کے تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہاں علوم استغراق حقیقی مراد نہیں کیونکہ اس کا استحالہ اوپر دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہو چکا ہے۔ بلکہ یہاں علوم واستغراق اضافی مراد ہے۔ یعنی اعتبار خالقیت بعض اشیاء کہ اس پر قدرت کمالات ضروری متعلقہ الوہیت سے ہے علم فرمایا گیا۔ پس اس کا مقتضی صرف اس قدر ہے کہ الوہیت کے لیے جو مبدء یقینی لازم و ضروری ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو بتماہما حاصل ہیں۔ الفاظ عموم کا عموم اضافی میں مستعمل ہونا محاورات جمیع السنہ میں بلا تکیہ جاری ہے اور خود قرآن مجید میں مذکور بلقیس کی نسبت فرمایا گیا، واذنبت من کل شیء یعنی اس کے پاس تمام چیزیں تھیں یہ ظاہر ہے کہ اس کے پاس اس زمانہ کی ریل اور تار برقی اور لیمپ اور گیس اور نوٹو وغیرہ ہرگز نہ تھے، وہاں بھی اشیاء ضروریہ لازمہ سلطنت کا عموم مراد ہے۔ پس ایسا عموم مثبت مدعا زیر پرگز نہیں۔ اگرچہ مذکورہ سے واضح ہو گیا کہ زید کا عقیدہ اور قول برتاؤ غلط اور خلاف معمول شرعی ہے۔ مگر اس کا قبول کرنا کسی کو جائز نہیں زید کو چاہیے کہ تو بے کسے اور اتباع سنت اختیار کرے۔ تمام ہرٹی ولید پید کی تقریر کنفرم ہو تو آپ ہی فرمائیے کہ اس نصیحت کا یہ جواب کفر ہے بہر بہرہ تحقیق شان رب الارباب عز وجلانہ ہے یا نہیں۔

سوال شانزدہم: اس نے اس کلام ملعون میں مبدئیت کی دو قسمیں مبدئیت کل و مبدئیت بعض کر کے قسم اول کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت کیا یا نہیں۔ کہو آ۔ اور مراحتہ مانا تو اس کے نزدیک مبدئیت الہی صاف صاف قسم دوم کی ہوئی یا نہیں۔ کہو ہوئی اور ضرور ہوئی۔ اب اسی قسم پر کہتا ہے کہ اس میں اللہ کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا مبدء ہونا تو ہر کس پر کہہ کر کے لیے بھی حاصل ہے تو صاف صریح بے پیر پھر بے گنجائش انکار اس سے کیا یا نہیں کہ جیسا مبدء اشیاء ہونا اللہ کے لیے ثابت ہے۔ ایسا تو ہر کس پر کہہ کر کے لیے حاصل ہے۔ کیا اس میں اس نے مراحتہ اللہ کا حد قہار کو گالی دی یا نہیں۔ ہو نو دی اور

ضروری۔

سوال ہفتم: حفظ الایمان والی رسلیا کی تقریر بعینہ میں تقریر ولید پید ہے یا نہیں کہو ہے اور ضروری ہے۔ اس کے معنی نے بھی اس کلام ملعون میں علم متعلق بغیب کی دو قسمیں علم کل و علم بعض کر کے قسم اول کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت مانا یا نہیں کہو مانا اور مراحتہ مانا۔ تو اس کے نزدیک علم ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاف قسم دوم کا ہوا یا نہیں۔ کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ اب اسی قسم پر کہتا ہے کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر کسی و جنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے تو صاف صریح بے پیر پھر بے گنجائش انکار اس نے کیا یا نہیں کہ مبیہات کا جیسا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہے۔ ایسا تو ہر گلی ہر چارپائے کے لیے حاصل ہے۔ کیا اس میں اس نے مراحتہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی یا نہیں۔ ہو نو دی اور ضروری۔

سوال ہجدهم: رسلیا والا اپنے کفر پر یہ وہ ڈالنے کو ایک کفر یہ گھڑتا ہے کہ لفظ ایسا کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا علم واقع میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے الہ نعمو ہا لہ منہا۔ بلکہ مراد اس لفظ ایسا ہے مطلق بعض علم گودہ ایک ہی چیز کا ہوا گودہ چوڑائی ہی درجہ کی ہو۔ کیونکہ اوپر ہی مذکور ہو چکا ہے کہ بعض سے مراد عام ہے اور عبارت آئندہ بھی اس کی دلیل ہے و ہو قولہ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے سے مخفی ہے۔ یوں ہی ولید پید کہتا ہے کہ لفظ ایسا کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا مبدء ہونا واقع میں اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے الہ نعمو ہا لہ منہا بلکہ مراد اس لفظ ایسا سے ہے مطلق بعض شے کا مبدء ہونا گودہ ایک ہی چیز کا ہوا گودہ چوڑائی درجہ کی ہو۔ کیونکہ اوپر ہی مذکور ہو چکا ہے کہ بعض سے مراد عام ہے اور عبارت آئندہ بھی اس کی دلیل ہے و ہو قولہ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کوئی ایسی بات کرتا ہے جس کی اسی سے ابتداء ہے۔ الہ ولید و ولید دونوں کا یہ کر لیا ہے اور دونوں مرد و عورت یا ایک مرد و دو سرا مقبول تو وہ فرق کیا ہے۔ حالانکہ دونوں نے بعینہ ایک کلام کہا ہے۔

سوال نو و ہم: ولید پید کے نزدیک اللہ عزوجل کا مبدء ہونا اور رسلیا والے کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم واقع میں محیط کل ہے یا محیط بعض۔ اول کو

آپ ہی تو عقل و نقل باطل بتایا ہے تو ضرور واقع میں مبدییت خدا و علم معلف الیاسی ماننا ہے جسے کہہ رہا ہے کہ الیاسی تو ہر کسکد کمار ہر پال ہانور کو حاصل ہے۔ پھر کہ مرے بھاگتا ہے کہ لفظ کا یہ مطلب نہیں کہ پیدا علم واقع میں الخ کیوں جناب تھانوی صاحب یہ ان دونوں پلید و پلید کی صحیح کرکرنی ہے یا نہیں۔

سوال ہستم رسلہ والا دوسرا فریب یہ بتاتا ہے کہ پھر اس عبارت سے چند سطر بعد دوسری عبارت میں تصریح ہے کہ نبوت کے لیے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمام حاصل ہو گئے تھے۔ انصاف شرط ہے جو شخص آپ کو صحیح علوم عالیہ شریعہ متعلقہ نبوت کا جامع کہہ رہا ہے۔ کیا وہ تعویذات زید و عمرو و فکھی و جیوانات کے علم کو آپ کے علم کے مقابل بتلائے گا۔ کیا زید و عمرو وغیرہ کو یہ علوم حاصل ہیں۔ یہ علوم تو آپ کے مثل دوسرے انبیاء و ملئکہ علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں ہیں۔ یوں ہی ولید پلید کہتا ہے کہ پھر اس عبارت سے چند سطر بعد دوسری عبارت میں تصریح ہے کہ الوہیت کے لیے جو مبدییتیں لازم و ضروری ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو تمام حاصل ہیں۔ انصاف شرط ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو صحیح مبدییات عالیہ شریعہ متعلقہ الوہیت کا جامع کہہ رہا ہے۔ کیا وہ نمود بالذہن زید و عمرو بن لہی اور کسکد و کماروں ہانوروں کی مبدییت کے بتلائے گا۔ زید و عمرو وغیرہ کو یہ مبدییتیں حاصل ہیں۔ یہ مبدییتیں تو انبیاء و ملئکہ علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں۔ ان دونوں پلید و پلید کے اس فریب میں کیا فرق ہے۔

سوال ہست و یکم کیا ان دونوں پلید و پلید کے اس مکر سے ان ملعون کلموں کی شناخت اٹھ جائے گی کہ یہی مبدییت اللہ کی ہے ایسی تو ہر کسکد کمار کو حاصل ہے۔ جیسا علم حضور کو ہے ایسا تو ہر پال ہانور کو حاصل ہے۔

سوال ہست و دوم رسلہ والا تیسری چال یہ بتاتا ہے کہ بلکہ اس شق پر جو حضور لازم کیا گیا اس پر غور کرنے سے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ مشابہت کی نفی کی گئی ہے۔ چنانچہ بعض علوم غیبیہ کے سراویں نے یہ خرابی بتلائی ہے کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے الخ یعنی اس صورت میں آپ کی تخصیص نہ رہے گی۔ بلکہ زید و عمرو وغیرہ بھی اس صفت میں آپ کے شریک و مشابہ ہو جائیں گے۔ حالانکہ آپ کی صفات خاصہ کما میر ہیں آپ کا کوئی شریک و مشابہ نہیں ہے۔

اس لیے یہ شق باطل ہوئی۔ یوں ہی ولید پلید کہتا ہے کہ بلکہ اس شق پر جو حضور لازم کیا گیا ہے اس میں غور کرنے سے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ مشابہت کی نفی کی گئی ہے۔ چنانچہ مبدییت بعض اشیاء سراویں نے یہ خرابی بتلائی گئی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے الخ۔ یعنی اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی تخصیص نہ رہے گی بلکہ زید و عمرو وغیرہ بھی اس صفت میں اس کے مشابہ و شریک ہو جائیں گے۔ حالانکہ اس کی صفات خاصہ کما میر ہیں کوئی اس کا شریک و مشابہ نہیں ہے۔ اس لیے یہ شق باطل ہوئی۔ ان دونوں کی اس چال میں کیا فرق ہے۔

سوال ہست و سوم ان دونوں پلید و پلید کی یہ چال صریح بے ایمانی ہے یا نہیں۔ کی تو صاف صاف نفی تخصیص کہ یہ اللہ و رسول سے خاص نہیں۔ ہر کسکد کمار پال ہانور کو حاصل ہیں۔ اور بتایا جاتا ہے میں طلب تخصیص۔ یعنی ہم نے تو یہ کہا تھا کہ ایسے ہونا چاہئیں کہ اللہ و رسول سے خاص ہوں۔

یہ ایمانور! تخصیص تو وہ چاہے جو ان کی صفت جانتے تھے۔ تم دونوں تو اللہ و رسول پر ان کا حکم ہی صحیح نہیں مانتے نہ کہ ان کی ان کے لیے خصوصیت ہما ہو۔ ع

شرم باوت الزلخا و از رسول

کیوں جناب تھانوی صاحب ان دونوں پلید و پلید کی مکاری سے بڑھ کر اور کی مکاری ہوگی بھگن کفر اور انگھوں میں انگھیں ڈال کر اسے اسلام بنانا چاہیں۔ کیوں جناب تھانوی صاحب کیا جو خود کہا اسے اس کی نفیض پر عمل کر کے ہر کافر مسلمان کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

سوال ہست و چہارم رسلہ والا پھر تھانوی کیلئے ہے کہ اگر بزرگ معترض تشبیہ کے لیے بھی ہو تب بھی علم زید و عمرو وغیرہ کو علم پر رسول سے تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ مطلق بعض علوم سے جن کا اوپر ذکر ہے۔ یوں ہی ولید پلید کہتا ہے کہ

اگر بزرگ معترض تشبیہ کے لیے بھی ہو تب بھی مبدییت زید و عمرو بن لہی وغیرہ کو مبدییت

ملہ جلد و ملا علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ملہ جلد و ملا علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

خدا سے تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ مطلق بعض مبدئیت سے جس کا اوپر ذکر ہے ان دونوں کے اسس
ماڈل میں کیا فرق ہے۔

سوال بست و پنجم: جناب تھانوی صاحب ملاحظہ ہو کہ ایمانی کے ساتھ ان دونوں بے
ایمانوں کے واسطے بھی جاتے رہتے ہیں۔ اسے سبحان اللہ علم نزدیک تشبیہ دی ہے مطلق بعض علم
سے۔ مبدئیت نزدیک تشبیہ دی ہے مطلق بعض مبدئیت سے۔ آج تک کسی سلیم الحواس نے فرد کو
مطلق سے تشبیہ دی ہے۔ جیسے کہ تھانوی صاحب کتاب ایلے میں جیسے آدمی۔ کیوں جناب
تھانوی صاحب ان دونوں مکاروں کا یہ کھسکا تا دلوان کی نصیر لینا چاہتا ہے یا نہیں۔ بلکہ یقیناً
ایک فرد کو دوسرے سے تشبیہ دی اور وہ مطلق و تشبیہ ہے کہ دونوں میں مشترک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ہی کو پہلا نکل بانہ کے علم سے تشبیہ دی۔ اللہ عزوجل کی مبدئیت ہی کو
ہر کس کس کا مبدئیت سے تشبیہ دی اور پھر لے جایا جاتی محض منہ زوری سے مسلمان پکڑنا
چاہتے ہیں۔ ان سے کیسے بیشتر دور ہوو، تمہارا منہ اور مسلمان۔ کیوں جناب تھانوی صاحب
یہ ٹیک نہ لیا نہیں۔

سوال بست و ششم: رسیدا والا پچھا جعل یہ گانتھنا ہے کہ بلکہ لغرض حال اگر علم رسول
سے بھی تشبیہ ہوتی۔ تب بھی من کل الوجہ نہ ہوتی بلکہ مرت اتنے امریں کہ جسطرح مطلق بعض غیب
کا حصول آپ کے لیے علت ہوگئی۔ اطلاق عالم الغیب کے لیے اسی طرح مطلق بعض غیب
کا حصول دوسروں کے لیے علت ہو جائے گی۔ اطلاق عالم الغیب کے لیے اگرچہ یہ دونوں
بعض متعارف ہوں۔

یوں ہی ولیہ پیدہ کرتا ہے۔

بلکہ لغرض حال اگر مبدئیت خدا سے بھی تشبیہ ہوتی تب بھی من کل الوجہ نہ ہوتی بلکہ مرت
اتنے امریں کہ جسطرح مطلق مبدئیت بعض کا حصول اللہ کے لیے علت ہو گیا۔ اطلاق مبدع
فیاض کے لیے اسی طرح مطلق مبدئیت بعض کا حصول دوسروں کے لیے علت ہو جائے گا
اطلاق مبدع فیاض کے لیے اگرچہ یہ دونوں بعض متعارف ہوں۔ ان دونوں کی اس جعل سازی میں
مٹہ ہم مسلمان کہتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کیا فرق ہے۔

سوال بست و ہفتم: جناب تھانوی صاحب ہی دونوں بے ایمانوں کی مکاری دیکھتے۔
کس کس کا مبدئیت اور اللہ عزوجل کا مبدع ہونا مشبہ و مشبہ بہ تھے اور مطلق مبدئیت بعض
و تشبیہ اور صحت المطلق مبدع فیاض کے لیے علت ہونا اس پر متفرع کہ حیثیت نے یہ تشبیہ
دے کر اس پر تفرع کی تھی کہ تو چاہیے کہ کس کو مبدع فیاض کہا جائے یا نہیں ہر باطل جالوس کے
علم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اقدس مشبہ و مشبہ بہ تھے اور مطلق علم بعض
غیبیاب و تشبیہ اور صحت المطلق عالم الغیب کے لیے علت ہونا اس پر متفرع کہ مردک نے یہ
تشبیہ دے کر اس پر تفریع کی تھی تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ اب دونوں
نبیست و مردک اس تفریع ہی کو دہرہ دہرہ کیسے دیتے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک ان بدعواسوں
کی منت ٹھکانے ہے۔

سوال بست و ہفتم: رسیدا والا پچھا جعل یہ کیلنا ہے کہ ایسی تشبیہ من بعض الوجہ تو
نہیں قطعی قرآنی میں موجود ہے۔

قل انما انما البشر مثلکم۔ ان تحکو فواتنا العون فاما سہی الامون کما قال الامون۔
اول میں قبول کی ایک حالت کو غیر مقبول کی ایک حالت سے اور دوسری میں غیر مقبول کی ایک
حالت کو مقبول کی حالت سے تشبیہ دی ہے۔ بعض اسی طرح ولیہ پیدہ کرتا ہے۔ ان دونوں
کے اس جعل میں کیا فرق ہے۔

سوال بست و ہفتم: جناب تھانوی صاحب آپ نے ان نبیستوں کی بے ایمانی دیکھی۔

مٹہ اب بھی تو دونوں کہہ رہے ہیں کہ اسی طرح مطلق بعض کا حصول علت ہو جائے گی۔ اطلاق کے لیے یعنی
یہ لازم آئے گا۔ یہ تفریع ہوئی یا دہرہ دہرہ کیسے کیوں علت ہو جائے گا۔ اگر کہے اس لیے کہ علت ہونے
میں دوسری مشترک ہیں ترکلا معادہ علی المطلوب اشتراک کی وجہ اشتراک فی العطبہ لاجرم کہے گا کہ علم اقدس
محض نور علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہر باطل پائے کا علم دونوں کیسے ہیں ترجیح دہ علت ہر گز یہی نہ ہو سکتا
میکمل گیا کہ بطلان علم اقدس کو ان دونوں کا ساطع و شائبہ اور علت اطلاق کو اس پر مطلق دیکھ خالی تھوڑا

کہاں تمہاروں کی تسکین کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کفار ثنائی میں تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ تو ایسی ہی تکلیف کافروں کو بھی پہنچتی ہے اور کہاں ان بلیہ و پلیدہ کا ایک کمال خدا و رسول کی نفی کے لیے یہ کہنا کہ جیسی مبدئیت اللہ کہے ایسی کوہر کنگر کہا کر ہے۔ جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چاہا یا تو ہر پل گل جانور کو ہے۔ کیوں جناب تھانوی صاحب ان بے ایمانوں کو کبھی مسلمان کی ہوا بھی لگی ہے کہ جب ان دل کے اندھوں کو یہاں فرق نہ سمجھا تو یہ کیا سوچے کہ مولیٰ عزوجل اپنے بندوں کی نسبت جو فرما سکے یا محبوبان الہیہ براہ تواضع جو اپنی نسبت فرمائیں انہیں دوسرا محبت بنا کر اپنی طرف سے بکے تو ایمانی سے جاسے، زبان گدی کے پیچھے سے کھینچی جائے۔ جہنم کی آگ میں فقہ اللہ الاشراف السوید کہہ کر تلا جائے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا:

وَعَلَىٰ آدَمَ دَبِہٖ فُضُوۡی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّهَا اَتَانِیْ اَمْرًا قَرِیْنًا قَاحِلَ الْقَدِیْدِ۔

دوسرا کہہ دیجئے۔ جناب تھانوی صاحب آپ نے سنا کہ کافروں نے رسولوں سے کہا:

مَا اَقْتَمَ الْاَبَشْرُ مِثْلًا۔

کیا مسلمان بھی ایسا ہی کہتے تھے۔

اسمہی با اولیاء بر داشتند

انبیاء را پھر خود پنداشتند

کیوں جناب تھانوی صاحب ان دونوں بلیہ و پلیدہ پر کئے لاکھوت کی جائے۔

سوال ششم: رسیدا الا سا تو ان چل یہ چلتا ہے کہ البتہ اگر کوئی اس تشبیہ پر گفتگو کرے وجہ تفاوت و تفاضل کو یہاں نہ کرے تو بے شک قبیح ہے۔ لیکن جب اس کا بھی ساتھ ساتھ بیان ہو۔ جیسا قرآن مجید میں مثلاً کے بعد یوحیٰ الٰہی اور قالعون کے بعد ترجون من اللہ ما لا یرجون ہے اور جیسا کہ تقریر مذکور میں کہ کلام متلاصق و متناسق ہے۔

آپ کا جامع علوم لازمہ نبوت ہونا مصرح ہے یا طرز بیان تفاوت پر وال ہو۔ پھر کیا قباحیت ہے اور جب کہ تشبیہ ہی نہ ہو تب تو شبہ کا کوئی موقع ہی نہیں۔ یوں ہی ولید پلید کہتا ہے۔ کہ البتہ اگر کوئی صرف اس تشبیہ پر گفتگو کرے وجہ تفاوت و تفاضل کو بیان نہ کرے۔ تو بے شک قبیح ہے۔ لیکن جب اس کا بھی ساتھ ساتھ بیان ہو جیسا قرآن مجید میں مثلاً کے بعد یوحیٰ الٰہی اور قالعون کے بعد و ترجون من اللہ ما لا یرجون ہے اور جیسا کہ تقریر مذکور میں کہ کلام متلاصق و متناسق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جامع مبدئیت لازمہ الوہیت ہونا مصرح ہے یا طرز بیان تفاوت پر وال ہو۔ پھر کیا قباحیت ہے اور جب کہ تشبیہ ہی نہ ہو تب تو شبہ کا کوئی موقع ہی نہیں۔ ان دونوں کے اس چل میں کیا بل ہے۔

سوال سی و یکم: جناب تھانوی صاحب آپ نے ان بے ایمانوں کی نہایت دیکھی۔ کیا اللہ و رسول کو ہر تشبیہیں دینا اس وقت کفر ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ ان کی کوئی خوبی نہ بیان کی جائے اور اگر اس کے ساتھ ایک آدھ خوبی بیان کر دو تو پھر اللہ و رسول کو جیسے ذیل سے ذیل چاہو تشبیہیں دو کچھ قباحیت نہیں۔ قباحیت تو جب سوچے کہ دل میں اللہ و رسول کی عظمت ہو ایمان ہو محبت ہو۔

سوال سی و دوم: جناب تھانوی صاحب غما ہونے کی بات نہیں جو اللہ و رسول کو کہہ چکے ہو۔ اپنوں کو بھی کہو گے یا دہاں غیلہ و غضب سے بڑھتی آگ میں رہو گے۔ آپ کی ذریات نے شیطانیت یہ نکالی ہے کہ آپ اور آپ کے بڑے جیسے ناپاک سے ناپاک بات چاہیں۔ اللہ اور رسول جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں نہ بھڑک کر بک جہاں تو وہ سب شیر باد اور کمال ملٹی کا جوہر۔ اس پر اہل اسلام حیران و شامیوں پر حکم شرع نکالیں یا آفتاب پر ان کا غم کا ہوا ان کے منہ پر پٹیں تو بے تندیہ میں بازاری گھٹک کر تے ہیں۔ قابل خطاب نہیں لائق کلام اہل حجاب نہیں۔ اس ڈھٹائی بے حیائی کی کچھ حد ہے تو بات کیا ہے۔ یہ کہ تمہاری جھوٹی عزت ساختہ وقعت ان کی نکالوں میں اللہ و رسول کی سچی عظمت سے بدرجہا ناکر ہے۔ جب تو تم اللہ و رسول کو جیسی چاہو گایاں دو۔ آنکھوں کو کھلے ٹھنڈک اور اس پر مسلمان تمہارا نام الف کے تلے میں تو بے تندیہ ہیں۔ فحش کلام میں لا لعنة الله علی الظالمین

برائے کا فیصلہ تو روز قیامت ہو گا۔ وہی آیت اللہ یعلمہ بیکمہ یوم العیمة جو آپ نے پی بسط البیان میں لکھی ہے اور تم پر حجت ہونے کے لیے اس کی لوح پر چڑھی کہ ہر ماں القرآن و القرآن یلعنہ وہی انشاء اللہ عزیز روز قیامت تمہارے گلوں پر سر سو کی اور جو اللہ و رسول کی گالیوں کے جواب میں تمہیں کوہستہ نہ ہونے پڑتا ہے۔ ان سب سے بھی سوال ہو گا:

قفوہم انہم مسکولون

ان سے سوال ہوتا ہے کہ اللہ و رسول تمہاری نگاہ میں ایسے ملے تھے اور ان کے یہ بدگوہین اتنے بدمعاش تھے کہ تمہارے ان باپ کو کوئی دوسری بات کہتے تو تہذیب و انانیت سب بلائے طاق کہتے، ایک کی دس دیکر بھی تمہارا پوٹو لٹے اور اللہ و رسول کے دشنام دینے والوں کے ساتھ ایسے مقدس بے نفس بنتے و مسلمان لدین ظموا ہی مقلب یعلون خیر تو روز قیامت کا قصہ ہے۔

اللہ یعلمہ بینت و هو حیر الحدیث

اس وقت آپ سے ایک سا دواض من ہے کہ سیدھی طرح انہ کی کشتی درہو سے تو جواب دیتے۔ ورنہ تو فی حق ملے تو کلمہ اسلام پڑھ کر نوبہ کیجئے۔ ابا ہاں و ولید و ولید تم دور سے اللہ و رسول کو تو وہ کچھ کہا کہ ایسی سیدیت نہ لو حاصل ہے۔ ہر اندر کہا کہ کوئی حاصل ہے عیسا م ذیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے۔ عیسا ہر پاگل ہر جانور کو ہے اور میں پر جو ہر مسلمانوں نے تمہاری ہی نسبت البنان میں ان مانتے ہیں تو ان کی سوچیں اور صاف ٹھہر گیا کہ اللہ و رسول کی تاب میں بسا منہ کھول دیتے ہیں کچھ قباحت نہیں۔ اب سوال ہے کہ اگر کسبید و جمید و غیر ہا کہیں کہ عیسا علم مہاب یا دہی صاحب کو تھا ایسا تو

ملہ بل و ملا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مہر کے کوہوتا ہے۔ عیسا جناب نانوتوی صاحب کو تھا اس امر کو مرقا ہے۔ عیسا جناب نانوتوی صاحب کو ہے ایسا تو مہر گھر سے کوہوتا ہے۔ عیسا جناب دہلوی کو تھا ایسا تو مہر سوڑ کوہوتا ہے۔ جناب گنگوہی صاحب کی صورت کتے کی سی تھی۔ جناب نانوتوی صاحب کی شکل تو کی سی تھی۔ جناب نانوتوی صاحب کا چہرہ گدھے کا سا ہے۔ جناب دہلوی صاحب کا منہ سوڑ کا سا تھا اور وجہ شبہ یہ بتائیے کہ گنگوہی و نانوتوی و دہلوی صاحبان کو بھی بعض علم ہے اور کتے اور گدھے، سوڑ کو بھی بعض ہے۔ اگرچہ خیال بان مذکورین کو دیکھنا کا علم تھا آج کل مولوی کہلانے کو لازم و ضروری ہے۔ کتے، آلو، گدھے، سوڑ سے ڈر ہے۔ عیسا بن مذکورین کا منہ، چہرہ، شکل، صورت بھی مخلوق سے، حادث سے، فانی ہے۔ اور کتے یا تو گدھے، سوڑ کے منہ بھی مخلوق حادثات و فانی ہیں۔ اگرچہ آدمی کچھ کہلانے کے لیے ہونے لگا ضروری ہے نہ ان مذکورین کو تھا سا حاصل ہے تو کیا ایسا کہ، آپ قرآن پسند کریں گے۔ کیا اسے ان خیالوں کی توہین نہ کہیں گے۔ کیا جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لکھ کر مہاپ دیا۔ اور اب اس پر اڑے ہر جھوٹے بہانوں سے اسے بنانے کے پیچھے پڑے ہوئے یونہی لکھ کر اپنے سر و دست سے یہی الفاظ لکھ دی و نانوتوی و اسمعیل و دہلوی کی نسبت چھاپ دو گے۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گائی دست لڑے۔ یہ یہاں عاری نہیں سب عینا عاری ہیں۔ تمہید و مسجد کہتے ہیں کہ

- ۱۔ ایسا ہے مراد مطلق بعض وفانی ہے نہ کہ واقع میں بیسے خیالوں کے علم و درخ تھے۔
- ۲۔ اس عبارت میں تصریح ہے کہ علم و شکل بقدر لازم مولویت و شائیت نہیں حاصل تھے۔
- ۳۔ بلکہ شائیت کی ہی کی تھی کہ تخصیص چاہئے و دروغا ص نہیں۔
- ۴۔ گنگوہی و نانوتوی و دہلوی صاحبان کے علم و درخ کو گتے، تو۔
- ۵۔ گدھے، سوڑ کے علم و درخ سے تشبیہ یہی بلکہ مطلق بعض عموم و فانی رخ سے۔
- ۶۔ تشبیہ سے بھی سہی تو من کل موجود تھی۔
- ۷۔ من بعض موجود ناقص و کمال کی تشبیہ قرآن علیہ میں موجود ہے۔

بے فطرت تشبیہ پر سکوت مرقا تو یہ بات غلطی۔ ہم نے ساتھ ساتھ جو تفاوت بھی بتا دی۔
تو یہ دیکھ کر کہ یہ قدرت اپنے ٹروں کے حق میں نہ نہیں وہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
سید و مراد باست میں ٹھہریں۔ بلکہ آپ کو تو خدا و معبود کے غرض پیش کرنے کی بھی حاجت
نہ پڑی۔ آپ خود ان قدرت کے بادی ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ تو خود ہی صاحب سوا سوا
ہیں۔ تاہم تو یہ صاحب لڑنے کے مثل تھے۔ اسمعیل دہلوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ تو خود ہی
شاہد تھے۔ اور آیت صدقنا کہتے ہیں۔ بلکہ تمہارے معبود کے کہنے پر کیوں رہتے۔
خود ہی وہ دلائل و دینہ خطابات پہنے ان ٹروں کی نسبت کہ لڑ چاہتے اور یہ ہر پاسہ سوخت
ہیں سمجھتے۔ یہ آپ کی شخصیات کے طریق ملک میں پیش کر رہے ہیں اور آپ کا مذہب مسلمانوں کو
مشائیں کہ:

بھائیو جناب تھانوی صاحب کو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی اس
مدت نہیں ان کی بوی ہی یہ ہے وہ اپنے بڑوں کو بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ کیوں تھانوی صاحب
سے صلح کیسی تمہارے نفع کی کہی۔ ہاں وہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ہے۔ بنو موسیٰ جو کہا اور چاہا دیا۔ اپنے ٹروں کی طرح البتہ غیر رت پہلے چاروں ربا تھا چھ
کا۔ بہت نہارا اسلام بہت تھارا۔ ایمان والا لعلہ اللہ علی الظہیر۔ مسلمانوں
اس سے زیادہ اور بھی وضوح حق کا ذریعہ ہے۔

سوال سی و سوم: جناب تھانوی صاحب آپ پید و بلید دونوں کی شتم بالحدیث آٹھریں
عیاری ملاحظہ کریں۔

مسلمانوں نے جب ان سے یہاں پر نظر لایا تو ان کے مرد کو تو نے دو ہی قسم میں
حشر کر لیا۔ یا کوئی لڑ جھگڑا۔ اس طرح کہ ایک فرد بھی خارج ہر سے۔ (مقتلہ الابیان ص ۱۸)
یا مطلق بعض کو وہ ایک ہی چیز کی قدر ہو تو وہ چیز ادنیٰ ہی درجہ کی ہو۔ (لبط البیان ص ۱۸)۔
جس کے سبب تمہارے نزدیک اللہ عزوجل کی مبدئیت یہ پادیں اور پیر بن عز بن بھی اور
ہر گھر گہار کی ذیل مبدئیت میں کچھ فرق نہ رہا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
علوم یہ انتہا اور زبردست اور ہر پادیں جانور کے ذیل علم میں کچھ تفاوت نہ رہا۔ جس کی

بنا پر او ولید پید تو پوچھنے بیٹھا کہ خدا اور کہیں میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے اور رسول اللہ
بلید تو پوچھے بیٹھا کہ نبی اور چوپائے میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے۔ ہر دو کو تو خدا کی قدرت ہے یہ بھی ٹکری
جو ٹیٹو کہ بعض پر قدرت مراد ہے تو اس میں اللہ عزوجل کی کیا تخصیص ہے؟ ایسی قدرت
تو زبردست و بزرگ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے ہی حاصل ہے اور اگر کل اشیاء
پر قدرت مراد ہے اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ ہے تو اس کا اطلاق دلائل عقلی و
نقلی سے ثابت ہے کہ اشیاء میں خود ذات باری ہی ہے اور اسے خود اپنی ذات پر قدرت
نہیں۔ یہ دیکھ کر بشیروں کے پیٹ میں جھپٹے ہوئے۔ اسہان دھڑکنوں کے حوالہ سے سوچا
اپن مہارتوں میں تو اس کا کہیں بیٹا نہ تھا۔ لہذا بزدل زبان زری و عثمانی سے اپنی ایک جی
شوق کے دو خراب کر کے وہ قیصر اس میں داخل کر لیا۔ رملہ والا لڑنا ہے ایک شوق و عقل
حق کہ آپ کو عالم الغیب تو نہیں مگر نہ تو بنا بر جمیع علوم تو تھا جس کے لئے نہ بنا مطلق لایق
علوم کے ناکر شہ اک لازم آئے۔ بلکہ ہر علوم و افہام عظیمہ کے ہر دوسروں کو حاصل نہیں۔ سو یہ
شوق ریاں مراستہ مذکور نہیں مگر اس کی طرف بھی یہ جواب کے اس قول میں اشارہ کر دیا ہے کہ
الراشراہ کیا جادو تو نبی غیر نبی میں و حشرق میان کرنا ضروری ہے یعنی اگر آپ کو عالم الغیب
کہنے لے دو دوسروں کو عالم الغیب نہ کہنے کا التزام کیا جائے تو شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے
پر دلیل لانا ضروری ہے۔ یعنی یہ ثابت کرنا چاہیے کہ عالم علوم شریفہ کثیرہ پر شریعت عالم الغیب
کو اطلاق کرنے کی بجا زت دی۔ یونہی ولید پید کہنا ہے:

ایک شوق یہاں اور عقل یعنی کہ اللہ تعالیٰ کو مبدء فیاض تو کہیں مگر نہ تو نامہ مبدء متوجع
اشیاء حتیٰ کہ خود ذات الہی کے لئے نہ بنا مطلق مبدءیت بعض اشیاء کے تاکہ اگر شہ اک
لازم آئے۔ بلکہ بنا بر مبدءیت و افہام عظیمہ کے ہر دوسروں کو حاصل نہیں۔ سو یہ شوق ریاں مراستہ
مذکور ہیں مگر اس کی طرف بھی یہ جواب کے اس قول میں اشارہ کر دیا ہے کہ اگر التزام کر لیا جائے
تو خدا و غیر خدا میں وجہ فرق یہی کرنا ضروری ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو مبدء فیاض کہنے اور
دوسروں کو مبدء فیاض نہ کہنے کا التزام کیا جائے تو شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل
لانا ضروری ہے۔ یعنی یہ ثابت کرنا چاہیے کہ مبدءیت اشیاء شریفہ کثیرہ پر شریعت

میں ہر کہتے، سوز کو بھی بے نظیر کوں کا تو بے نظیر کہنے میں ان صاحبوں کا کیا کمال ہو جس میں
 کہتے، سوز تک شریک ہی اور اگر انہیں نہ کیا جاسے تو جناب اسماعیل دہلوی، گنگوہی، ناتووی
 تھا تو ہی کہتے، سوز میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے تو اللہ کو ایک جان کرکٹ کیا اسے ان صاحبوں
 کی توہین کرنے والے جانور گئے۔ ضرور جانور گئے اور ہم بھی کہیں گے کہ اس نے بہت یہود
 بات کہی ہے تہذیبی برقی اس سوراٹ پر بے نظیر کس نے کہا تھا یا اس کہ یہاں یہ احتمال
 تھا یا اس طرف کس کا ذہن جا سکتا تھا کچھ بھی نہیں بلکہ اس بے بال کو ان معذات کے سوراخ
 کھنا تھے اس لیے بحث بدل کر صل مقصود چھوڑ کر ان کے سوراخ کے سر چلا۔

ایمان سے کہنا بعینہ میں حالت ان دونوں پید و پید کی ہے یا نہیں۔ ہر سکر کہا۔
 جتنی ٹی بات کر رہا ہے۔ ہر پاگل پر یا یہ جو ایک، دو بات دوسرے سے متنی جاتا ہے۔

اس پر مبداء فیض ہونے یا حیوب جاننے کا حکم کس نے کیا تھا یا اس کا یہاں کیا احتمال
 تھا یا اس طرف کس کا ذہن جا سکتا تھا کچھ بھی نہیں بلکہ ان پاگوں کو منظور ہی یہ تھا کہ اللہ
 رسول کی جناب میں ایسے ذلیل و شرمناک الفاظ کہیں اس لیے بحث بدل کر صل مقصود
 چھوڑ کر مطلق بعض علم و مبدیہ سے کہہ چلے، ان اس فرق ہے کہ اس شخص کو مطلق مدف ہے
 تہذیب کہیں گے۔ اور اس و پید اور سیبا و لے پید کو کا فرزند کہ اس کے بے بال اسماعیل
 و گنگوہی و ناتووی و تھووی کے ساتھ ملتی اور پید و پید کی گستاخی اللہ واحد قہار و بخشنہ
 سید لا بار کی بارگاہ جل جلالہ وصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ و سلعہ الذین طمعوا۔

ای منقلب متقلبون۔

سوال سی و پنجم: جناب مذکور صاحب منظر ہواں دونوں پید و پید کا صاف و ریج
 حاصل تقریر یہ ہے کہ اس حکم کی صحت کا منشا یا مطلق بعض علم و مبدیہ سے یا علم و

مبدیہ محیط مل ثانی، اصل ہے اور اس میں اللہ و رسول کی کیا تخصیص ایسے علم و مبدیہ
 تو ہر پاگل ہر جانور ہر کھار، ہر سکر کو حاصل میں تو ان سب پر یہ حکم صحیح ہو چکا ہے۔
 یہاں تک ہر علم خود، ہر کرب کہ یہ مفتاسب میں مشترک است اور ہر کچھ فرق نہیں۔ اس بنا
 کا سب پر یہ چٹائی یعنی وہ اب دو حال سے متعلق نہیں یا تو سرام و کورہ یا ہر سب سے یہ ہے
 اوصاف ثابت مابین کے تو اس میں اللہ و رسول کا کیا کمال ہوا جس میں جانور تک مذہب ہیں
 اور اگر لہو نہیں نہیں بلکہ اللہ و رسول کے پیدائش سے اور ان کے پیدائش سے
 تو اللہ گئے اور سکر کھار اور جتنی اللہ پاگل جانور میں وجہ فرق بناؤ۔ حلف کہ مطلق علم و مبدیہ
 کا حصول تھا سب میں مشترک ہے۔ پھر حکم اللہ و رسول کے ساتھ خاص اور ہر سکر
 پاگل جانور سے منتفی ہونا یا معنی یہ صاف نہ یہ ان کی تقریر کا منطوق ہے۔ اس میں تیری
 شق کہہ رہے آگئی۔ ابتدا سے کلام ان سطروں سے متعلق کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے
 اللہ کی کہنا نہیں ہے۔ انہیں کا صاف مطلب نفی فرق تھا۔ یعنی انہی بات میں سب برابر
 ہیں کہ سب میں مشترک ہے کسی کی خصوصیت نہیں اور نہ اسے کلام ان لفظوں پر ہونی کہ
 نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ یہ بھی وہی بات ہوئی کہ اس امر میں نبی و غیر نبی
 میں کچھ فرق نہیں۔ خدا و خدا میں کچھ فرق نہیں ہوتا ہوا کیا فرق ہے تو اؤں تا آخر مسلسل
 متعلق متعلق ظلم ہوا، دھماکے، زور کر میں زبان زوری سے تیسرا احتمال داخل کیے گئے
 ہیں۔ اس تقریر کے باطل خلاف ہے یہاں فرق فرق ہو ہی جائے اور اس تیسرے احتمال
 پر فرق تسلیم کیا ہے۔ وہ بھی اتنا عظیم کہ آسمان و زمین کے فرق کو اس سے کچھ نسبت نہیں
 یعنی خدا کی مبدیہ کہیں کس کس کی کہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے طور قیاس کہاں پاگل جانور کے۔ کہوں تھا تو ہی صاحب نفی فرق کی شق تو سید فرق کی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شق بنانا ان بلید و بید کی کیسی کھلی ہے ایمانی ہے۔ تنہا نوی صاحب مطلب تو مطلب
لفظوں ہی کو دیکھئے کہاں تو یہ کہ دو فرق بیان کرنا ضروری ہے۔ یعنی کوئی وجہ فرق نہیں۔ جو
مدعی موبیان کرے۔ جس میں صاف انکار فرق ہے اور کہنا یہ کہ نثر یا اس فرق کے معنی نہ
پر دلیل لانا ضروری ہے۔ جس میں صاف اقرار فرق ہے لیکن تنہا نوی صاحب انکار کو اقرار چاہا
کر کہ اس کا ذمہ ان نہیں ہو سکتا۔

سوال سی و ششم: جناب تنہا نوی صاحب ملاحظہ ہو کہ یہاں سے لے کر اس لفظ لہذا میں
کی تسلیم سے کہ اس کی یہ تقریر مستقل دلیل ہے۔ یہاں پر کتاب ہے۔

میں نے اس دعوے پر دو دہلیں مانگی ہیں۔ وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے۔ جو اس
خطبہ شروع ہوئی ہے۔ یہ دو دلیل آپ کی ذات مقدسہ پر

اب اگر اس کی روشنی میں دیکھا جائے تو داخل رکریں جب کوئی شک یہ دلیل پہنچتی ہے اور
دوسرے دلیل پہ دلیل اس بات پر دلیل ہو کر دو دہلیں کر کے دوسرے باطل ہوں۔ مگر یہ
اپنی دہلی میں وہ قیہ داخل کر کے فرق بیان کر کے کہ یہی ملتا ہے کہ اس فرق کے
مقبول ہونے پر دلیل لانا ضروری ہے۔ یہ دلیل نہ ہوئی بلکہ طلب دلیل ہوئی اور بنیاد مل مستدل۔ ہا
بلکہ مانع کیا۔ مگر فراموش نہ ہو کہ یہ تسلیم ہے کہ وہ مستدل ہے مافی نہ اس کی یہ تقریر
دلیل ہے۔ سوال نہیں تو اسی کے مدد مانع ہوا کہ اس کی دہلی میں اس تیسرے کا دخول

خفیف لایمان تو خفیف ایمان میں لفظ اللہ کے مدعا کھتے تک بھی اس کے ذہن میں
نہ تھا۔ اب تنہا کی مانع کیا ہے کہ یہی شاخشا۔ دہلیز درخود اپنے اوپر بھی ہتھیار چڑا ہے
سوال سی و ششم: جناب تنہا نوی صاحب! دونوں ہید و بید کی نویں خبری دیکھئے۔ وہ
سائل کا سوال یہ ہے کہ وہ بھی انہیں مانع کیا ہے کہ اس کی عبارت ملاحظہ ہو۔ جس میں صراحت ہے
ملاحظہ ہو کہ یہ کہ کا یہ قیہ کیا ہے نہ کہ یہ کہ وہ لفظ کہ دہلیز ہو۔ اگر یہ بھی صحیح ہوں سے
یہ سیدنا دیوں بنا ہے کہ اس میں مقصود اصل مسئلہ کی تحقیق نہیں ہے۔ بلکہ وہ العجب
کے لفظ کو چھپا ہے۔ تنہا نوی صاحب دیکھئے۔ یہ یہ کہ یہاں مذہب و مذہب پرانہ
مسائل تو صاف صاف عقیدہ کو چھپاتا ہے۔ یہ اس کے لفظ پر دہلیز ہے۔ انہی جواب

کے لفظ دیکھئے۔ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر حق یہ صحیح ہو تو یہ بات
مطلب یہ امر ہے۔ ملاحظہ ہو نفس حکم پر بھی ہیں مانع کیا کہ صرف اطلاق غلط کو نشانہ دہلیز جو
پیش کی گئی ٹھیک پڑتی تو وہ بھی نفس حکم کا بطلان کر رہی ہے کہ صرف اطلاق لفظ ہا اگرچہ حکم
صحیح اور منشاء بات ہو اور وہ اس تیسری حق پر منٹ حکم کو خود تسلیم کرتا اور انکار کو صرف اطلاق لفظ
کی طرف چھپاتا ہے کہ یہ بات کرنا چاہتے کہ عالم امور شاید کثیرہ پر نہایت سے دم غیب کو
اطلاق کرنے کی اجازت دی ہے۔ ملاحظہ ہو اس شفیق سوم پر منشاء حکم عالم معلوم نہ ہو نہ شہید ہوا نہ
اسے تسلیم کرتا اور صرف اجازت اطلاق غلط ثابت ہو گئی ہے تو خود اسی سے مندرجہ امور پر
و مانع ہوا یا نہیں کہ اس کی دو شقی تحریر میں یہ غیر کسی طرح داخل نہیں ہو سکتا۔ اس سے تو
سائل نے راحت حکم و عقیدہ کا سوال کیا اور اس سے صاف صاف حکم کو غیب بھی بتایا وہ مراد
معنی ہی کی بحث لگاؤ اور اس کی وہ دو شقی تقریر نفس حکم کی دہلیز دہلیز کی تو اس میں بہ
قیہ کہ منشاء حکم کو صحیح مان کر صرف لفظی غلطی کا حکم کرتا ہے۔ کیونکہ وہ دخل ہو سکتا ہے۔

تنہا نوی صاحب کیا آپ یہ کہیں گے کہ یہ ہید و بید کہتے ہیں ایمان یا وہیں محسوس
الحکم میں مواضع میں ہید و بید کے بھی مستاد ہیں۔

سوال سی و ششم: جناب تنہا نوی صاحب! اگر ہم ان دونوں ہید و بید کی مانع ہیں تو ذرا
خبر سے بتائیے کہ اس حکام میں یہ سلیلا لایمان بید بید ہو رہا یا وہ بید ہید تم تو بائیں ہید ہید

سائل نے لفظ ہید و بید کو بیکار کرنا ہے۔ اس عجب سے مراد بعض ہے یا کل بھوکا اگر بعض مراد ہیں۔
بھوکا اور اگر تمام مراد ہیں۔ اول تا آخر مراد معنی سے بحث کر رہا ہے اور نہ ہی مندرجہ سے کسی کو بحث
اطلاق لفظ پر ڈھالا جاتا ہے۔ خاصا جہاں نفس اطلاق غلطی وقت ہر معنی و مراد پر ہر معنی
ہوتا اس کے دہلیز ہو کر ہے یہی جیسے ایسا کہ معنی مراد پر غلام تو ہو دہلیز میں اس کے لہذا ہیں تو تا
اور جو بے نہیں ہر کسیر ڈالتا ہے تو یہ تاویل ہونی نہ ہر کسیر قبول فاحش تبدیل بات بنانا ہوتا یا اول تا آخر
تمام تقریر کو جواب دہی دکھا۔ ہاں گفتم نا گفتم ٹھہراؤں یا اس میں مانع کیا کہ یہی کے لازم اس
تقریر و بحث اطلاق لفظ سے دہلیز ہے جو تنہا نوی و دہلیز سے معنی تباہی کی تمام اس

وما هو على الصيب بفسنين -

ہمارا قریب غیب کے بتانے میں نچیل نہیں۔ ہمارا قریب غیب کی تعلیم میں متہر نہیں
کچے آپ کے کسی پائل؛ جانور بھی اسی مرتز نوئی کئے شرح نے مرتز منبر ۲۱
ماہیں۔

۲۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لا يفتخر من غيبه احدا الا من اوتى من رسول الله

اپنے غیب پر کسی کو مسد نہیں فرماتا، مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو کہتے آپ کے کسی
پاگل یا جانور کا بھی اشتقاق فرمایا۔

۳۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وما يحسان الله ليطعكم على الغيب ولكن الله يعصم من عباده من
يشاء الله -

اس یہ نہیں کہ اسے عام لوگوں میں اپنے غیب پر مطلع فرمادے۔ ہاں اللہ اپنے رسولوں
میں جسے چاہتا ہے دینا ہے۔ کچے آپ کے کسی پاگل یا جانور کو بھی ان فرمایا۔ کیا
آپ کے پاگل اور جانور میں عام داخل نہیں۔

۴۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ومن شاء استمع لقولهم وما كذا يقول وما يحب قل ان الله ورسوله
رسوله كمنه قسمة في لا تقدر وادك كمنه بعد ما انصم -
اگر تم میں سے چھوڑ دو ضرور کہیں گے کہ ہم تو بونی مشن اور کہیں میں نے۔ تم فرما دو
کیا اللہ اور اس کے رسول سے ٹوٹا کر تہہ ہو۔ جہاں نہ بناؤ تم کافر ہو چکے۔
اپنے ایمان کے بعد ابو بکر بن ابی ثیبہ، استاد امام بخاری و مسلم اپنے سے صنف اور
ابن جریر و ابن النذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ اپنی اپنی تفسیر میں امام اہل بیتنا جابر
تمیز خاص عالم القرآن حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،
انہ قال فی قوله تعالى ولئن سألتم لیتقولن ما كنسا نعوذ و ما

قال من من لست مقين بعد ما محمد بن رقة فلان لوادی كذا
ما يدريه بالغيث -

یعنی اس یہ کہ میری شان رسول یہ ہے کہ ایک منافق نے کہا تھا محمد (صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں نزدیک ہیں کہ فلاں شخص کا ناقہ فلاں شکل میں ہے۔ محمد کو غیب
کا کیا علم اس پر اللہ عزوجل نے فرمایا

کیا اللہ رسول سے ٹوٹا کرتے ہو۔ تم اس کو کہتے تے کافر ہو گئے اور کچھ تفسیر
امام ابن جریر طبع، علیہ السلام اور تفسیر و تفسیر امام جلال ابن سیر طبع علیہ السلام
تقریباً صاحب اور سب دیوادی صاحب اور سب دیوادی صاحب جس نے محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں کہا کہ ان کا کیا علم۔ رسول کو کیا خبر اس پر اللہ واحد
قدر کا شہادت ہے۔ مگر کچھ آپ کے کسی پاگل یا جانور کو ایسا کہتے پر بھی ہاں تو کافر
کہہ بھی سکتا۔ کچھ شرح مفسر اس میں ہیں تاکہ تعلیم مبارک دیا رسد والا ہے تو
فرق ہی نہ تاتھا۔ اب دوسرے درجے کا ناقہ سے بے اختیار کر دیا ہر طرح رہا کافر
کا کافر۔ کہیں قرآنی صاحب کتنا ٹھیک ہے۔

فما شدا لا تریا ہی یار۔ جہاں رہتے ہیں غلط انداز پر یا غیب یعنی رسول کو کہہ
آپ کے امام ہیں سخیل و عروسی صاحب نے اپنی تقویت الہی بیان میں لکھے ہیں۔
ان پر بھی اللہ عزوجل کا یہ فتویٰ کفر لائل ہوا یا نہیں۔

۵۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

و ما كنس من لدنا ملما -

خبر کہ ہم نے اپنے پاس سے ایک علم دیا۔

تفسیر بیضاوی میں ہے:

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم -

لکھ و کہ سب۔ البیاض علیہ السلام حدیث لا تقربوا ما شاء الله و ما شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وہو علم الغیوب۔

وہ علم کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا وہ نہیں کا علم ہے۔

۱۰۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَلِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا۔

خضر نے موسیٰ سے کہا آپ میرے کامل پر مبرہہ کر سکیں گے۔ تفسیر ابن جریر میں اس آیت کے تحت میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

کمان ہر جن یعلم علم الغیب قد علمہ ذلک۔

خضر یہ علم جانتے تھے ان کو یہ علم دیا تھا۔

۱۱۔ اسی حدیث میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا:

لہ قطع من علم الغیب بما احلہ۔

جو علم غیب میں ہا تھا ہوں آپ کا علم اسے عید نہیں۔

۱۲۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں کتاب عقائد حضرت شیخ عبد اللہ شیرازی سے ہے:

فعتقد ان الصديق في احوال يهيو الى لعت الروحانية ليعلم الغيب۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پا کر صفت روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے

علم غیب حاصل ہوتا ہے۔

۱۳۔ اسی میں اسی کتاب عقائد سے ہے:

يعلم الصديق حقائق الاشياء قبل له الغيب وغيب الغيب۔

نہ ایمان کی قسمت بڑھ کر بندہ حقائق اشیا پر مطلع ہوتا ہے۔ اور اس پر غیب تو غیب، غیب کا

بھی غیب روشن ہو جاتا ہے۔

۱۴۔ امام شعرانی کتاب الیواقیت والبراہین فی بیان مقام الاولیاء میں فرماتے ہیں:

للمجتهدین القدم السواخر فی علوم الغیب۔

علم غیب میں آگے مجتہدین کا قدم مضبوط ہے۔

کہتے علم غیب کا حکم صحیح ہوا یا نہیں۔ کہتے فرق معتبر ہوا یا نہیں۔ کہتے خود قرآن عظیم نے آپ پر فتویٰ کفر دیا یا نہیں۔ کہتے اللہ واحد قہار کا فتویٰ بھی آپ کو قبول ہے یا نہیں۔ کیا اللہ عزوجل کو بھی کہہ دیکھے گا کہ حسام الحرمین کے مفتیوں کی طرح وہ بھی ہمارا مطلب نہ سمجھا اور ناحق کفر کا فتویٰ بڑھایا۔

تنبیہ: متناوی صاحب یہ بحث جلیلہ جہاں ہے ہو لیے کہ بحث خود میں ہے نہ کہ صرف اللہ تعالیٰ نے اور یہ کہ اطلاق لفظ سے منع ہو تو صرف برائے ایمان وہ یہ دلیل ہیں، دلیل اول ہے یہ دلیل ابطال منشاء حکم کر رہی ہے کہ ایک فعلی حکم کا بیان۔ اور یہ کہ شخص نہ ایمان کی دوستی میں قیصر اشتغال کسی طرح نہیں سکتا بلکہ اس کا ہر یک مخالفت ہے اور یہ کہ بغرض باطل اگر وہ قیصر بھی پیچھے تو اس کا حاصل یکہ علوم غیبیہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوتے۔ شرعاً بعض سبب سے قاصر ہیں۔ اس قابل نہیں کہ ان کے سبب علم غیب کا حکم ذات مقدسہ پر صحیح ہو۔ یہ سبب مباحثیہ و مکتولہ ان غیب و پدید و سوس کی دوسری میں ہر ان کے عادی کی حاجت نہ ہو۔ ذی دلوں میں سبب سے اذول جانور ہیں اور ہا تو دلوں میں ایک نہایت۔ دلیل دوسرے، یہ ہے جو حق میں ضرب، مثل ہے۔ پھر بھی جب کس نہ تسلط پر بہت سے ڈنڈے کھائیت بچا نہیں یاد رکھا اور اسے چھوڑ دیتا ہے۔ ان غیب و پدید سے کہتے کہ آدمی صورت ہو کر ایک بدتر حالت میں نہ ہوں۔ اگرچہ ہے کہ میں خدا فضل مہربان۔

تنبیہ: اس کے بعد مسالہ لفظ ایمان سے مسئلہ غیب کی نسبت چند سطروں میں کہہ رہے ہیں اس کا جواب یا دین اور یا نہ مستقل رسالہ سے کیا گیا۔ مجھے تو یہاں کہیں ہائے کے کمرے بحث ہے۔

سوال چہلم: جناب متناوی اس تمام غریبی لغو کے بعد ان دونوں غیب و پدید کی سبب سے پچھلی سبب سے پھر دوسری کیا وہی برادری ہٹ دھرمی، شریح چندی، ٹوٹاٹی، بے حیائی، ملاوٹ

منہ الحمد للہ دہر سال بھی تیار ہے۔ اذلال السن الی حکم الحقی سبط البتانی نام ہے مطبع اہل

صفت ہر بی سے اسی زمانہ میں چھپ کر شائع ہوا۔

یہ کیسے کر رہا ہے کہ میں تھکے دو ایک عمارت کو بھی مانسا چاہتے بلکہ مانتے ہیں۔ کافر کفر و سلام کا فرق کیا جانیں۔ مسلمان نہ کہ کبھی اپنا سا جانتے ہیں۔ رسیلا داسے کل مسالہ لیسٹا ابنان اپنی بیڑتی بہا رہیں۔ یہ کہ کھلکھلائی ہے۔

شرح موافق کے موافق سادس مرید دل مقصد اوس میں فلاسفہ کے پراب میں ہے
فلما دکرہ مردود و بر خوار لا طلاق علی جمیع المعصات لا یحب لیس
تفاق من منہجہ و لہذا افعال سید الانبیاء و لو کنت اعمیہ المعص
لا شکرت من العیور و ما حتی السوء و الجمعی لا طلاق علی بعض لا یحب
بہ ای باللی۔

نصف در کا ہے۔ کیا لایین خاص سہادی معلوم نہیں جو عبارت حفظ الایمان کا ہے
اور حاشیہ ربوبی ہے۔ اس عبارت سے بھی اصرار و اثبات مطالع الاسطر و شرح طالع النور عینہ کی
رقمہ الحدی عبارت ذیل جو صفحہ ۱۰۴ طبع متنبس و صفحہ ۱۵۴ طبع مصرعین ہے :

فذهب الحكماء الى ان اسبى من حصار محتصا بها من ثلث الاول ان
يكون مطبق على سبب بصائر جوهرية وشدة الصلابة بهارى
انعاسه من علومها كسب ونعيم وتعلم في قوله وقد ورس
هذا ما منهم ان ارادوا الاطلاع على حكمة اعاشات فهو ليس
يشترى كوى الشخص ببلاد لا يعرف وان ارادوا الاطلاع على بعض ما
يكون في ذلك خاصة ينبغي ان يامن احداد وحقور ان يطلع على بعض افشاش
من دون ما لغة لغيم وتعلم وانما السهول البسرة في حكمة متحدة
بالنوع في مختلف حقيقتها بالصغار والسحرة مما حار ان يكون

بعض احزاب و بگورن الا طرز احزاب سببی اور ۔

یہی اسی طرح ولید پمید کتاب ہے، فقط حفظ انہما کی بجائے اس کی بہن اپنی رسید
خیر الشیطان کا نام لیتا ہے۔ کیوں جناب تھانوی صاحب جس طرح ولید شمس الایمان
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم قدس کو رنگل چرپاٹے کے علم سے ملنے والے

ان نبیاء توں کو محض منہ زبانی سے سنی بنا کر اور اپنا کفر ان دو عالموں پر تھوپا جی جتا ہے
اسی طرح ولید خط الشیطان والی الذکر و زبانی سبیت کو سہ گنگر کا مار کی مبدیت سے طمانے
والہ کیا ان دونوں کتابوں کو یونہی بروز زبان سنی سند تیار کر اپنا کفر ان پر نہیں تھوپ سکتا دونوں
میں وجہ فرق کیا ہے۔

سوال چیل ویکیم: جناب منامی صاحب ہم آپ سے بعض مسائل شرعیہ دریافت کریں، فوراً
 آنکھیں کھول کر ہوش میں آکر ان کا جواب دیجئے۔ اول علم یہ تو بعون اللہ العزیز اقتدار اس
 قدر سے اللہ و وحی پیہ و پیہ کی کیا دی برادری واضح ہو رہی ہے گی۔ اس کے بعد بحکمہ عدلی مسماۃ
 بسط البیان کے نام سے منسلک کھولے پر اتریں تمام اہل فہم و شہادت اللہ تعالیٰ سے سمجھیں
 گئے کہ مسماۃ ملعونہ نے کیسی دھڑائی بستی۔ اسی ضمن میں بغضہ تعالیٰ سے لے کر تحریف
 تبدیل عبارتوں پر قطع بریدہ ظاہر کریں۔ جس سے جہنم تعالیٰ سے جوچہ بلکہ آپ کے یہاں کا ہر ہر کل
 ہر جانور بھی آنکھوں دیکھ لے گا کہ مسماۃ بسط البیان کتنی کج حرافہ ہے ایمان و لا حول ولا
 قوت الا باللہ المسعدان اس جناب۔

۱۔ اللہ عزوجل پر لفظ معبود کا، طلاق قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا مستحکم نہیں
کہیں آیا ہے۔

۴۔ اگر حدیث اس میں کہیں ہے تو وہ حدیث صحیح یا ضعیف یہی ہے۔

۴۰۔ اللہ عزوجل کے ساتھ توفیق ہی ہے یا نہیں۔

۳۔ غیب یا تحرک بمعنی غائب و کنار ست یا نہیں فائز کس و چہرہ جو یہ کو نام نہیں

۵۔ اگر بزم خود ان و بربہ پر کوئی شخص اس کا اطلاق ممنوع مانے۔ حالانکہ اللہ عز و جل نے
 الہ حق مولے پر قطعی ایمان رکھنا ہے تو کہا وہ صرف اس لفظی فرضی بحث کہے یا بحث
 کا قرب تو نہیں کنند؟ رب العزیز یا بدین جو جائے گا۔ اس پر خواہ مخواہ ہو گا وہ
 ظنی بحث ہوگی۔ جیسی کسی عامانہ غلطی یا الغرض پر ہوتی ہے یا نسبتاً تا حکم کفر و
 دینی پہنچے گی۔ حالانکہ اس کا حکم بوجہ عدم توقیف یا ایہام معنی تخفیف صرف اطلاق

میں ایک فقہی فزہر ہے۔ ثقیف معنی کا قطعاً معتقد و مقرر ہے۔ کیا فقہ میں ایسے اختلاف نہیں ہوتے۔ کیا ان میں ایک فریق کی تکفیر و تخطیل کی جاتی ہے۔

سوال چہل و دوم: لیکن ولید لید اس پر یوں انکار کرتے کہ اللہ ذات مقدسہ پر معبودیہ کا حکم کیا ہوتا۔ اگر بھول نہ بھیجے تو دریاات طلب یہ امر ہے کہ اس سے بڑا معبود کل ہے یعنی جس کی عبادت کرتا تو نہ پڑا کرتا نہیں۔ کہ دونوں آدمی اور جی اسے نہیں پوجتے۔

وہاں بعد وہ ماہیہ۔

لیکن یہ دونوں وہ ہیں کہ پر خدا رکھنا اسے مانتے ہی نہیں اور معبود و عبادت مراد ہے کہ کوئی شخص جسے پر معبود ہو اس میں اللہ کی ایک شخص۔ ایسا معبود تو سر پرست، ہمتور اور بڑا یہاں تک کہ معبود کا لنگ بھی ہے۔ ان میں وہ اللہ ہے وہ وہی ہیں کہ ان پر ہے تو اس وید ملعون نے اللہ تعالیٰ کی توہین کی یا نہیں؟

۲۔ اس کی ایک تہ پر سے سے سبوت اللہ تعالیٰ کی ہی کہ تہ ہے یا فقط اطلاق میں ایمان تہائی ہے

۳۔ اس کا یہ قدر کہ میری حکمت تو صرف اطلاق عطا میں ہے نہ مع بل ایمانی ہے یا نہیں۔

۴۔ اطلاق لفظ پر حکمت میں عدم توقیف ہے یہاں تا کہ ہوتا۔ اس قدر کہ اس میں کیا گنجائش توات اس پر ایمان اس تمام تقریر کو کہ خدا کو نہ رکھتا ٹھہرا رہا ہے و تنسب۔ یوں کہ کا ذیبت آپ اسلئے مڑ سکتا ہے یہاں۔

۵۔ یہ تو جس مہارت و مہذب کی مرید مہانت ہے جس کے باعث اس قدر نہ تیر کر۔ اطلاق عطا کی حکمت نفس چاہا کسی ہے پاگل یا پکے مکار ہے ایمان نہ راہ و جس سے معقول رہتا۔ مگر جب کہ وہ اطلاق لفظ کی بحث پہلے کہ یہ تقریر جواب دیکھے اور خود مقرر ہو کہ یہ میری و میری دلیل ہے۔ اس کے بعد اسے پہلی طرف دیکھتے تو آپ اس کے لیے پاگل پاگل یا مکار بلے ایمان سے بڑھ کر کوئی خطاب تقریر فرمائیں گے یا اسی قدر پر قناعت مست سکھیں گے۔

۱۔ اسی کا دورا پہلو غیر یہ تو ولید لید کے کو تک تھے۔ اب اس کا پچا شریک کہ صل مشاد معبودیت یعنی وجوب وجود و حقیقت کل کا منکر ہے۔ یوں کہے کہ لوگ جس کی عبادت کر لیں وہی خدا ہے اس پر تہد کہ اب تو جھوٹا ہے۔ خدا کے سرگرمی نہیں۔ سب لوگوں کا عبادت پر تنقید ہوتا تو بالاتفاق شرط الہیت نہیں اور بعض تو مہریت اور پتر اندر پڑ در لنگ تک کو بوجہ ہیں تو بہ طور پر یہ سب خدا ہو جائیں گے۔ اس صورت میں عید سے حق کیا ہیں اور معاذ اللہ عید سے توہین کی یا شریک شریک نہ ہو توہین کی تھی اس کا رد کیا۔

۲۔ مسلمانوں کے درست حق ہوں دو کہ باہر پہا صحت میں ایسے توہین آہ کی اور کافر ہو اور دوسری صورت میں عید سے حق ہوا توہین کا رہا تو اب وجہ فرق نہانا ضرور ہے۔ وید و عید دونوں کی بات تو اوصاف کو ایسی ہی ایک جملہ ہو گی۔ جیسا مثلاً یہاں ان شریوں موافق و موافع کی کہ دونوں نے عبادت کل کی ہی کی اور عبادت معنی کو تہ سے خاص دجما تو آپ کے لیکھے دونوں ایک تہ بات کہ رہت ہیں۔ لیکن خاص یا مفہوم دونوں میں نہیں ہے۔

سوال چہل و سوم: آپ اپنی سلسلے طر دنیا ہی میں دیکھئے بادشاہ وقت کہ ملک چنہ اقیم و مالک متحد و محنت و دہمیر ہر کئی ساتیں اس کے زیر حکم تھیں۔ یہاں سے سلطان قاصر کے لقب سے تعمیر کریں۔

۱۔ اس پر طاعتی کہ اس سے مراد کل عالم پر تسلط تو یہ جہت ملا ہے علی زمین اس کی سلطنت میں ہیں اور جس حد میں یہ تسلط و ترس ہیں، بادشاہ وقت کے عہد میں کہ ہے ایسا تسلط تو اب راجہ کے ہونے سے زائد ہے خلافت کھڑے۔ جسکی جہر کہ ہوتا ہے اس بارشاہ و ملکہ میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ وہاں تا کہ سلطنت قاب و ماکر اور نہ جسکی چار سے اسے ماکر اس کی توہین کرنے والا ہوا یا نہیں۔

۲۔ بالیٰ کہ اصل منطوق معنی مالکیت نامہ دولت و فخر و عین و حکم نہ لغز میں سے منکر ہے یوں کہے کہ جو کوئی بھی زمین میں تسلط رکھنے ہوں سب سلطان ظاہر ہیں۔ اس لقب و خطاب کے لیے اسی قدر درکار ہے۔ اس کے کوئی نائب سلطنت کہے کہ بیٹے ادب و توجہ سے ہے۔ زمین میں اسے تسلط ہے یا کام چلنا ہے۔ کل۔ یہ تسلط تو مالا ساقہ و

اور بعض پرستار ہیں بادشاہ کی کیا تخصیص ہے یہ تو ہر باب راہروں کے ذمہ ہے نہ کہ ایک اپنے گھر پر ہر گھل چار کو ہے۔ تو تیسرے طور پر سب سلطان کا ہر کھانے کے لائق ہوں ہیں کیا اس صورت میں نائب سلطنت نے بادشاہ کی توہین کی یا اس کی عظمت جتنائی اور باغی بننے جو اس کی سلطنت و برہ کی بجائے اس کی نفی کی تفسیر دیجیے۔

۳۔ اگر بادشاہ وقت کے ڈر سے قبول دو کہ بیٹے شک پہلی صورت میں اس نفعی نے توہین بادشاہ کی اور دوسری میں نائب سلطنت نے حق کہا اور باغی بننے تو توہین کی نفی اس کا رد کیا تو دونوں کے ظالم میں فرق بتائیے۔ آپ کے علم پر تو اس باغی اور نائب سلطنت دونوں کی بات یکساں ہے۔ دونوں نے تسلط کل زمین کی نفی کی اور تسلط بعض حصہ زمین کی بادشاہ سے خصوصیت نہائی۔ پھر یاد رہے کہ باغی تو بادشاہ کی توہین کرنے والا تھا اور نائب سلطنت اس کی توہین کا رد کرنے اور عظمت کا قیام رکھنے والا ہوا۔

تھانوی صاحب اب بھی آپہا کر دن میں سورج سورج یا نہیں، جو فرق ان شاہوں میں بتاؤ گے وہی خام کرے گا کہ یوں خفص الیہا والا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت علیہ سے فاعل اور مفعول کی مرید شد فی نفس یقینی توہین کرنے والا ہو۔ اور شاعرانہ مراقف و طوابع نائبان سلطنت نے نبوت کی اس کم قدری کو کہ باغی فلاسفہ نے کی تھی۔ رد کیا اور اس کی عظمت جلیلہ کا ثبوت دیا۔

سوال چہارم: میں جانتا ہوں کہ جناب کو اتنی عقل بھی بدی گئی کہ واضح و روشن باتوں کے بعد بھی مطلب سمجھ کر نہ جانتے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تہذیبات سے نفس تمام ہر اس کی تطبیق دیکھ کر چندی نہ کر دی جاتے۔ پھر بھی جناب کا سمجھنا اگرچہ ذلیل خرقی عادت ضرور ہے مگر ایک احتمال بعید عقلی تو ہے لہذا بتائیے کہ

۱۔ جناب کے نزدیک عربی تعریف یعنی مدح اللہ تعالیٰ تعریف یعنی مدح ہر اس میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ یعنی صرف مذکور ذکر عبارات آئندہ میں لفظ تعریف سے ہم ای کو مرادیں گے معرفت کا سادہ جملہ لازم ہے یا نہیں۔ معرفت اس پر وہ نہ معرفت پر مفصو و جزا سے یا نہیں۔ جہاں وہ پایا جائے معرفت خواہی تو وہی وہی ہو جو سو گیا یا نہیں۔

۲۔ معرفت سے اس کا اعلیٰ و اعلیٰ ہونا ضرور ہے یا نہیں؟

۳۔ وہ تیز کے لیے جتنا ہے یا ابھام کے لیے؟

۴۔ معنی مبہم نامتھیں اس میں ارادہ باطل ہے یا نہیں؟

سوال چہل و پنجم: مطلق کی دونوں طرفی و ذوالاعلیٰ حود متعین اور لسانی مبہم و متعلیٰ ہیں یا نہیں۔ مثلاً علم بالاطلاع اگر اس سے متعلق علم مراد لیجئے یعنی کسی سے کیا علم اگرچہ ایک ہی کا ہو اگرچہ دوسری طرفی کی ہو تو سب سے کثرہ جو کی ہے اور اگر علم مطلق مراد ہو یعنی متعین مطلق کا علم اس طرح کوئی ہے اس سے خارج نہ رہے تو یہ سب سے برتر ہے۔ یہ تو دونوں متعین ہیں مگر وسط بھی کرے زائد اور برتر سے کم اس میں لاکھوں بلکہ غیر متناہی مراتب ہیں کہ وہ ہر کا علم ہو، دن کا، شام کا، ہزار کا، لاکھ کا الیٰ وغیرہ۔ تمام مراتب اعداد و سیما متعلیٰ ہیں۔ کیا ایسا ہے یا نہیں؟

۵۔ علمانے جہاں مطلق کو ذی الیٰ اعلیٰ چہل کے سوا اور سادہ پر عمل کر سکتے ہیں ان میں کیا ترجیح ہے؟

سوال چہل و ششم: ۱۔ کیا وصف مدح کے لیے اسی قدر پس ہے کہ فی نسب اب شرف والی بات ہو اگرچہ عام متبذل اور ہر کس و کس کو شامل ہو۔ مثلاً تھانوی صاحب کی کوئی یہ مدت کرے کہ

دنوں تو جلد مدد و دانستہ

سے دم بہ سرینہ شام پر سر

تو کیا اسے مدح بھی پائے گا یا ستیزہ استغزا حال کہ بجائے خود ضروریہ اوصاف حسن ہیں کہ لفظ خلفا لانسان فی حسن مقویہ کی خبر دیتے ہیں۔

۲۔ یہ یاد رکھو کہ وہ مدح ہی سے خاص ہو اس کے طرز میں اصلاً نہ پایا جائے۔ قرآن کریم

نے ہمارے حضور پر نور سب عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا:

محمد رسول اللہ - اور فرمایا:

لیس والقوان الحکیمہ احلہ عن العوسلیہ -

اللہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرمایا:

ولم یصلیہ فی الدنیا دافعاً فی الاخرة من الصالحین۔

کیا رسالت صرف ہمارے حضور اور صلاح صرف سببنا براہیم کے ساتھ خاص ہے۔ ان کے سوا نہ کوئی رسول نہ صالح۔ بل اللہ تعالیٰ صبر و کرم۔

۲۔ وہ ممدون پر مقصور نہ ہستی کیا یہ ضرور ہے کہ ممدوح اس پر مقصور ہو۔ یعنی اس کے ہوا ممدوح میں کوئی وصف نہ لایا جاتا ہے ہی نہیں کیا کسی معکم کی تباد و صفوں سے ممکن نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سوائے رسالت اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سوائے صلاح کوئی خوبی نہیں۔

۳۔ قدر مانع سے نہ ہی کیا یہ ضرور ہے کہ وہ جامع جملہ اوصاف ممدوح ہر ایک اسی کے کہنے میں جملہ صفات ممدوح بناتے ہیں۔ کیا وصف رسالت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کمالات اور وصف صلاح سیدنا خلیل اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد فضائل و کمالات سے۔ ایسا ہوتا جتنے رسول ہیں سب جملہ کمالات محمدی علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحمید سے مستثنت ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کوئی فضیلت خاص نہ رہے۔ جتنے صالحین ہیں سب تمام فضائل خلیل الرحمن صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سے موصوف ہوں۔ کیا یہ آپ کے نزدیک حق ہے۔

۴۔ کہا اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کہے کہ جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے ان کو بخشے ہیں۔ وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام فضائل جلیلہ ہا شکر ہو کیا نہیں۔ کیا وہ خصوصیات آیات قرآنیہ و حدیث تنویرۃ المعنی و جمیع انکشاف و کشف کا مطالب ہوگا یا نہیں۔ کیا آپ اسے گراہ بدین مثال مفضل نہ کہیں گے۔

۵۔ ادا کردہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رشتہ اور ضروری مراد ہی تھائے کہ جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے ان کو بخشے ہیں۔ وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں۔ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اقرار کیا یا نہیں۔ وہ حدیث متواتر

من کذب علی محمد فلیتیموہ متعددہ من ساس کا مورد ہو کر مستحق مذہب نادر و نقیب چارہ چارہ نہیں۔

۵۔ شمول اوصاف ممدوح بھی نہ ہی کیا اس کا اعظم اوصاف ممدوح ہونا ضرور ہے کہ اور جتنے اوصاف میں سب اس سے نیچے ہوں کیا اوصاف ممدوح میں غلبہ و اعظم نہیں ہوگا تاہم سے جو صلاح بہتر ہے یا عرف اعظم سے کیا اس معکم کی شامیں دو اوصاف کا زنا ممکن ہے کیا وصف سلطان سیدنا خلیل اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ایک اوصاف ہے صدیق ہونا ہی اصل صاحب شریعت ہونا، مسیحین میں فخر کرام اولوہم سے ہونا، صل الرضی، جلالہ ہر ایک وصف صلاح ان سب سے اعظم ہے!

۶۔ قرآن عظیم نے جو منعم علیہم کے چار گروہ بیان فرمائے:

من الذین یؤمنون بالصلوات والصلوات والصلوات

ان میں ایک وصف دوسرے سے اعظم ہے یا نہیں۔ سب تو اسی ترتیب پر کہ قرآن عظیم نے فرمائی یا اس کے خلاف۔

۷۔ کیا ہمارے حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سب سے اعظم وصف ذات ہے اگر کوئی شخص دعویٰ ہو کہ ان کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں وہ ضرور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف تراد و صاف ہونا ہوگا یا نہیں؟

۸۔ کیا وہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہیں ایسا فرمایا ہے کہ اگر کوئی یا ہر کوئی کہے کہ وہ حضور کی طرف اس کی نسبت کرنا ضرور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہونا اور حکم حضرت مکرر استغاثہ نادر و نقیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے یا نہیں۔

۹۔ یہ بھی نہ ہی کیا یہ ضرور ہے کہ وہ وصف اپنی ثابت نفس نہایت اعلیٰ و عظیم ہو یا نہیں پایا جائے۔ اگر اس سے زیادہ ممکن ہوئی تو ساری صلاح اس سے نہ کہیں گے۔

۱۰۔ کیا اللہ عزوجل نے ممدوح و بعد و قدرت سے اپنے ہر ایک کی صلاح و کمال دیا اللہ عزوجل کے علم و وسیع و بعد و قدرت ان سے تادم نہیں۔

۱۱۔ تاہی فی المذہب ضرور نہ ہی کیا یہ مارے ہے کہ جس وصف سے ہم مدح کریں اس کی

مقدار ہم کو معلوم ہو وہ درج نہ ہو سکے گی۔ کیا بہت سہجہ ہے کہ جیسے بھی ایک ہی قدر ہے جیسا تعریف خلق کی ہے کیسا نہایت درج میں خود قسم، ابہام نہیں کرتے اور اسے ابغ و تغل فی المذہب نہیں مانتے کیا رب عزوجل کا درج حضور پر نور سب عالم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رہا تا قادیانی کی عبادت کا درج نہیں۔ کیا اس کا درج والا کہ امتداد اپنے لئے جس عظیمہ میں خلق کو نکرہ لانا مفید تعلیم نہیں۔

مسماۃ بسط البنان نے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمع علوم عالیہ شریفہ متفاضلہ شہرت کا جامع اور حضور کے علوم غیبیہ کو کہا ہے۔ وافرہ عظیمہ جو درجوں کو حاصل نہیں یہ قرأت نقل سے ہیں یا عرب مسئلوں کے دکھانے کو۔ یہ قولوں پر مواہمہ مسا لیس فی قلوبہم۔

اگر خدا کا درج اس پر یہ اقراآت دل سے بتائے تو آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ علوم عالیہ شہرت وافرہ عظیمہ خاصہ قابل درج ہیں یا نہیں۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی درج ڈٹا کر کہتے ہیں یا نہیں؟

اگر قابل درج ہیں اور ان سے حضور کی درج صحیح و حق ہے تو کیا آپ ان کی شہرت میں رکھتے ہیں کہ کہتے علوم غیبیہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہیں۔

۱۔ ائمہ کرام مثل امام قاضی عیاض و امام احمد قسطلانی وغیرہ کا کاتبہ دست امرا رہنے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کی نسبت فرمادیا

چھوڑو یہ میری قہور

ابن سہروردی سے جس کی نماد معلوم نہیں اور علی قاری نے فرمایا

علمہا انما بکون سطرا من سطور و منہا من محو و محو۔

تمام لوح و قلم کے علم جن میں سب ماحک و ماحکوں داخل ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکتوب علم سے ایک سطر اور علم حضور کے محذروں سے ایک سطر ہیں۔ اور اس قسم کے مدح کلمات علمائے کرام میں ہر واقعہ ہیں یا آپ کے درج میں پوشی خوشامد سے لکھ دیتے ہیں۔ گروا تعی ہیں تو بہ ابہام عظیم اور اوعل فی مذہب

ہے کہ اس فضل عظیم کی مقدار تک عقول دیگران کی رسائی نہیں۔ یہ بہام منافی و نافی درج تبلیہ ہے سر جہان سے دیتا ہوں کہ ان سوالات میں متعدد و غیر مخصوصاً ہم میں ایک ایک بہر کے بحث میں کئی کئی نہیں ہیں۔ بناب نہانوی صاحب بڑے عنایت فرمائی۔ ہر سوال و ہر نہر کا جواب دیں۔ ارشاد گمانی کی نہیں بدی۔

سوال چیل و ہفتہم: ہر سلام کی محنت کا ہونا ہوا سے میں نہ مانے وہ اس من و کا شکر چکا یا نہایت محنت مان کر محنت نہ لے گا۔ بر تقدیر دل شکر کا، شکر سی مناؤں کا۔ تہا سے گا یا کسی دوسرے مناؤں کا۔ خدا سمجھ کر پوچھنا۔

سوال چیل و ہشتم: بارگاہ سلطانی میں قرب حاصل کا ایک مرتبہ حبیبہ عظیمہ جو کہ کوئی شخص اپنے کسی درجہ کے سبب اس تک نہ پہنچ سکے۔ اس کا حصول محض فضل و عطائے سلطان پر موقوف ہو۔ سلطان جلیل الشان اپنے بعض محبوب خاص و اذکیں سلطنت و مملکت کو اپنے فضل سے اس رتبہ حبیبہ پر ممتاز فرمائے۔ بعض ایسے ارباب باغی کہ فضل و عطائے سلطانی سے محروم ہیں۔ اس مرتبہ حبیبہ کو اس سے بہت کم درجہ کے درج پر لے سالیں۔ اور تصریح کریں کہ وہ مرتبہ ہیں ان اوصاف مبارکہ کا نام ہے تا کہ ان غلبہ کا انتقام لیں۔ درحلقہ کا فضل حاصل منافی و باطل ہو و درود و صفات ایسے ہوں جنہیں خود کہتے ہیں کہ وہیں دسیں و اذہیں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور مدحیں کرام کے ایسے ہیں جو کوئی نہ، منباز و تملیح و شہرت ازل کی نہ باندھ سکیں بلکہ یوں معل و معل چھوڑیں۔ بران ذیوں کو بھی شامل ہو سکے تو آیا انہوں نے اس مرتبہ حبیبہ عظیمہ کی سرچ توہین کی یا نہیں؟

۲۔ مرتبہ حبیبہ خاصہ متاثرہ و قابل شہرت قرار کو اس سے کم درجہ کے اوصاف مشترکہ پر ڈھالنا اس مرتبہ کی تنقیص ہے یا نہیں؟

۳۔ یہی تنقیص درکنار خود اوصاف میں ہر اس دانکس کی شہرت مانا اس فضل جلیل کو مبتذل و ذلیل کر دینا ہے یا نہیں؟

۴۔ کیا خدا و ان سلطنت ان سے نہ نہیں گئے کہ گستاخ مسخر و غیب تم نے وہ مرتبہ حبیبہ

فقط ان وصاف کا نام رکھ اور اس کے مثل مناسبت یعنی فضل و اختصاص ہر گناہی سلطان سے انکار کر دیا اور خود کہتے ہو کہ یہ اوصاف ناقصوں و مامروں کی ذیلیوں کا جنوں میں بھی پائے جانے میں تو تباہی سے غور پر یہ سب ذیل بھی اس تعقل جلیل سے مستبعد ٹھہرے اور معادرتہ ان میں اور ان معظیوں کرام میں کوئی وجہ امتیاز نہ رہی کیسے ان معظیوں کے لئے ادبوں پر یہ اعتراض حق ہے یا نہیں؟

۵۔ کہنے اس مرتبہ جلیل کی توہین ان بے ادب گستاخوں نے کی یہ ان خدام سلطنت نے جنہوں نے ان کے کلام گستاخی کی نمانعت ظاہر کی گستاخ کی گستاخی جتانے والا حاذق خود گستاخی کرتا ہے یا گستاخی کارو۔

سوال جلیل و خیم: معظیوں کرام انہیں سلطنت کے بعض اوصاف عظیمہ ایسے ہوں کہ ان کی طرف اعلیٰ حضرت سلطانی سے خاص ہے اور طرف ادنیٰ ہر کس و نا کس میں موجود طریقہ معظیوں اس کی ایسی جلیل عظیم مقدار سے مستفید و مخصوص ہوں جس کے سبب وہ اوصاف بھی ان کے دامن فضائل کے طراز اور نظیر مایا و خرد نگاہ سلطانی میں ان کیسے دہر تیار ہوں۔ خدام سلطنت اراکین کرام کی ان اوصاف سے مدح کریں تو یہ مدح صحیح و برجل ہے یا نہیں؟

۲۔ طرف ادنیٰ تو توہین سلطانی کا ہر تنفس جانتا ہے کہ خاص بجزیت سلطان ہے۔ اس کا ارادہ و رکن رعد نہ رکھیں میں اس کی طرف ذہن سی کا جائے گا۔ برحقیت سلطان سے باغی اور اس کی سلطنت میں اور دل کو شریک کرنے کی دھن میں جو۔ یہی طرف ادنیٰ کہ ہر کس و نا کس میں موجود وہ کسی پختے بے خبر یا کچھ پگھل کے سوا تمام مدح اکابر میں غلو نہیں ہو سکتی اب اگر کوئی بے ادب مدح نام و بیہ دہن تک کرام اس مدح ادا برکاء پر یوں مد آئے کہ یہ مدح غلو و باطل ہے اس وصف کا حکم ان اکابر پر صحیح نہیں کہ وہ بروجہ کامل صرف حضرت سلطانی سے خاص اور غیر کامل میں ان اراکین سلطنت کی کیا خصوصیت ایسا تو ہر ذلیل و خفیس میں موجود ہے۔ ان میں اور ان کمینوں میں فرق کیا ہے۔ کیا یہ سرکش باغی و طاعی اور عداوت و اراکین سلطنت کا باغی

ہو یا نہیں؟

۳۔ اراکین کرام کی اس مدح جلیل کا باطل کہنے والا ہوا یا نہیں۔ ان پر اس تعظیبت کے حکم کا اس نے غیر صحیح مدح نفس تعظیبت کا ابطال کیا یا نہیں۔

۴۔ نہ مہ سلطنت کا نام نہ تھا اور مدح میں ہرگز کوئی یہ مقبول وصف مراد نہیں ہو سکتا تو اس احتمال ان کے کلام میں تھا یا اس نے قصد تحریف کیسے اس وصف جلیل کو اس مقبولی دلیل پر نہ مالا۔

۵۔ معظیوں کے وصف جلیل اور منت و مدح دھانسنے والا اس وصف اور ان معظیوں کی توہین کرتا ہے یا نہیں؟

سوال پنجم: تھانوی صاحب پر وہ بیان تو معلوم تھا آخر کوئی دھرم رکھتے ہیں ان سے اسی دھرم سے کہنوا لگے کہ صورت اولیٰ مذکورہ سوال ۴ میں خدام سلطنت نے ان باغیوں کی گستاخی روکی یا نہیں۔ کہ خرد ان خیالوں کے ۴ میں وہ بیان تو اور صورت ثانیہ میں جیسا سوال ۴ میں ہے۔ کلام خدام سلطنت تعظیم اراکین تھا یا تہلیل۔ اس باغی شکر کے اس مدح جلیل کو وصف و دلیل پر دو سال کر خود گستاخی کی یا نہیں کہ ان مدح دان ماحول کے کلام میں توہین نہ تھی۔ اس نے اپنی طرف سے توہین ایجاد کی۔

۲۔ ان سے کیسے دھرم سے کہیں صورت اولیٰ میں ان خدام سلطنت کا وہ رد توہین فرما کر کہ بے ایمان و افسار سے طور پر اراکین کرام کی کچھ خصوصیت درہی۔ وہ امتیاز نہ رہی۔ صورت ثانیہ کے اس باغی طاعی کے بیسے سند ہو سکتا ہے جو عظیم جلیل تخصیص ماننے والے ماحول کا ذکر کے نزدیک تھا ہے کہ اس میں ان اراکین کی یا تخصیص ایسا تو ہر دلیل میں موجود ہے۔ اراکین اور مینوں میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

۳۔ کیا اس باغی کا کہنا کہ انکار تخصیص دونوں کے کلام میں ہے۔ اس کی مدح حرام نہ ہوگی نہیں۔ تھانوی صاحب بیہ و پلید جنہم میں جائیں۔ کیا تاہی کر آپ بھی اس طاعی سے نہ کہیں گے گا کہ لا مردود و خود شکر تخصیص نہیں بلکہ ان بے ادب باغیوں

پر رو کرتے ہیں کہ رو کو تمہارے علم پر تحقیق نہیں نہ رہی اور تو خود فکر تحقیق ہو۔ اور
تاملین تحقیق یعنی مزاجین را کین کار و کیا اور اکابر نظام کو ذہین پیام سے مراد ہے۔
کیا اس سے نہ کہتے کہ مردود دیوانہ ہوا ہے۔ رد تو ہیں کو سہ تو ہیں بنا ہے۔
تیری مسکندی گندی کیسے نیست دیوبندی کہ تو اس کو نہ کیا چاہتا ہے۔ مسلمانوں پر
اپنا کڑھو پنا چاہتا ہے۔

الحمد لله رب العالمین

کہوں تھا نوی صاحب حق ہے یا نہیں

تھا نوی دین میں کہ بھاگ خدا لگتی کچھ

مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری

سوال پنجاویکیم جناب تھا نوی صاحب کسے ب ہیں یہ نہ پاک و نیک پیدا اور۔ سلیا
و لایہ کچھ چیتے ہائیں۔ اس سے بڑھ کر وہ بہ بندہ کی بندہ ہی چاہیں گے۔ ان احمقوں سے
و اسے برادر اور تطبیق کرالود و عید وال ۴۴ و وہ سلطان لبریں رب "ہرب بل ملہ
سے اوروہ مرتبہ عید کہ محض فصل و عطائے سلفانی ہے۔ رسالت و نبوت اور وہ کہیں
سلطنت مملکت جن سلطان نے اپنے نفس کو اس مرتبہ عید پر مہر فرمایا۔

حضرت نبی عظیم افضل الصلوٰۃ و التہنید وہ ہے ادب باغی و فصل و عطائے سلفانی
سے منکر ہو کر اس مرتبہ عید کو اوصاف نامہ پر لکھتے ہیں۔ فہمہ ہیں۔ اور وہ خود وہاں
سلطنت کو نہ ہے ادب کی ان گستاخیوں کو نہ چہار سبے ہیں۔ یہ علماء۔ کہیں بھانوی
صاحب بلکہ و عید بچہم بن بابلوں کے کیا منہ لگیں۔ پوٹھٹ لکھے ہیں۔ یکہ کہ وہی لم کی
کچھ صحبت اٹھائے جہ سے ہیں۔ نہ یکے تو اسی طرح موقف میں اسی موقف اسی مرتبہ اسی
مقتدر ان اسی بحث میں جس میں سے ایک ٹکڑ پر سادہ سبط بیان نقل رہا ہے اور بالی غنی
جیب میں چھپائی۔

۱۔ شروع بحث مذکور میں یہ عبارت تو نہ تھی۔

الحمد لله رب العالمین

اللہ تعالیٰ میں اس صفت سے عبادہ و استغفار اور معبود حق اور مخلوق
بشرط فیہ شروط میں احوال لکھتے ہا لوریا صات والمعاہلات و
استعداد و ای کما ترجمہ لکھا کہ اللہ سبحانہ یختص مرحومہ میں
یشد من عبادہ کاف لیسوا رحمہ و موحسہ متعلقہ ب لکھتے لفظ و
الندی و حسب الیہ اهل الحق ما علی القول بالعدا لکھتے لندی میں
ما ایشاد و یختار ما میرید۔

کہوں تھا نوی صاحب اس عبارت سے مسلمانوں اور فلسفیوں کا اصل منشا نزاع
کو ادا فرماتا تھا کہ یہ مرتبہ عید ہمارے نزدیک محض فضل و عطا و وہب کرنا ہے
جسے کر لکھ جہ سے کسی طرح حاصل نہیں کر سکتا۔ بخلاف فلاسفہ کہ وہ خبیثت اس
سے منکر ہیں کیا اس میں صرف مریخ نہ تھی کہ ہمارے ان کے اختلاف کا معنی یہ ہے کہ
انہ و اول جہ سے نزدیک تادم تھا ہے جو چاہے کہے اور فلاسفہ اس سے باز ہیں کہیں
تھا نوی صاحب مسادہ سارا فلاسفہ کیا مضمون کر لیں میں سے کہتا کہ فلاسفہ اصل مناظر نبوت
اور اس کے انحصار برانیا کے حق کے منکر اور اسے کسی مانتے ہیں۔ کہ یہ صفت
و غیرہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔

۲۔ اسی کے متعلق تھا۔ اما المحدث سلفہ مقاولا میں اس معنی میں خواص تلاوت۔

جس سے روشن تھا کہ یہاں فلاسفہ و غیب سے حضرات نبیائے کرام علیہم افضل الصلوٰۃ
والسلام کی مدح نہیں کر رہی ہیں۔ بلکہ ان کی تعریف فلسفی جامع مانع پنا پنا ہے ہیں۔ جس
سے ثابت ہے کہ جس میں یہ تین باتیں پائی جائیں وہی نبی ہے۔ کہے ہا شد کہیں بھانوی
صاحب مسادہ یہ دو مرتبہ بھی کیا مضمون کر لیں کہ فرق جھٹ لکھتے پائے۔

۳۔ اسی کے متعلق تین تینوں، توں سے جن کا اہتمام فلاسفہ کے نزدیک نبی ہو جانے

کو پس ہے۔ پہلی بات کہ بیان میں خود متن ملاحظہ میں تھا:

احد ہا اینکوں لہ علاج علی السخیسات۔

جس میں لفظ الطہار ذکر تھا کہ قبل و کثیر سب کو شامل ہے ایک ایک بات بھی گذشتہ

فائدہ و موجود کی معلوم ہو جائے۔ اس پر مادیق ہے کہ:
لہ اطلاع الغیبات الکلا تہ والمافیۃ والایۃ۔

کیوں تنہا نوی صاحب تمام، مقام تعریف ہے۔ تعریف منافی ایمان اور مطلق اطلاع والکلان مطلق کے نذر و سوا غیر منشا ہی جن میں خاص منشا کی تعیین پر عبارتوں و اسناد کوئی دلیل کی غلط یا ان کی طرف سے آپ پر ان سے ملکتے ہیں کہ دلیل یا تقریر پر یا کوئی تعارض کے غیب ماننا ہی کو لازم اور اس کے خبر کو محمول اور غیب تعیین نامکن اور بعض غلط ہوتی مگر تو مرکز مفاہیہ تعریف میں اس سے تعارض نہیں تو عمل ممکن نہ ہو۔
فرحت اونی کہ مطلق بعض غیب پر اطلاع اگرچہ غیب ہی پر جو یا طرف اعلیٰ پہنچا تو اس کا مادیق نہیں سے کچھ یا نہ رہے اور ثانی خود فلاسفہ کے نزدیک ہی کے سبب سے نہ نہیں بلکہ اول متعین رہا بقول فلسفی کا مائل ہے مگر ایک غیب پر بھی اطلاع ہو جائے خاصہ ہی ست کہ میں میں یہ بات بانی بائیں دور و نہیں ہے تنہا نوی صاحب ہا پر مادیق کی غیب ہنرم گئی جس سے فلاسفہ پر مراضی علماء کا منشا رکھتے؟
اسی کے متصل خود فلاسفہ حتمی سے اسی پر اول کے بیان میں منقول ثناء۔

و حکیم یستکونہ الذہد فی حق النبی وقد یوجد ذلک فہم قلل موعده لربا صلا وصر من اور و زمان ہو لہ قد یظہرون علی غیب و محسوس مہا کہ شہدہ لتسامہ والتجارب یحکم لہ بقی مد شہدہ للمصمم۔

بعض سے ظاہر تھا کہ ان فقہوں نے اطلاع علی الغیب کو بنیاء سے خاص مان کر خود ہی پر بھی کہہ دیا کہ غیر بنیاء ریاضت واسلے اور ہمارے آدمی بھی غیروں پر مطلع ہو جاتے اور غیب بتاتے ہیں۔ پس پر تجربے لیے گوہ ہیں کہ انصاف والوں کو اس میں شبہ کی گنجائش نہیں۔ تنہا نوی صاحب مساقیہ چرچہ بھی ہنرم گئی جو فیض منافع الام فلاسفہ و اعتراض علماء تھا۔ تنہا نوی صاحب اس سزا کے لیے بریدوں کے طومار دیکھتے رہتے۔

۵۰ کے متصل وہ عبارت کہ قلب ماد کو فہم مودود ہر اس مردودہ نے نقل کی اور اس میں بھی اسی بالنبی تکملے کے یہ جملہ کما اقروا قہ وجہ حبیب جو ہر دور للمرتاحین والمعرفین والناشئین قلل شہدین بہ النبی من غیروہ ہنرم گئی اس سے واضح حالہ برہنی وغیر غیب میں قیاز نہ رہنا نہ سہر کے اس قول حبیب کی خیانت ست ہر اس پروردگار کی ہے کہ معاد اللہ بعض الایمان واسلے کی بات بلکہ ہر غیب میں غیبی کے سکر ہر سے ہوں مساقیہ پر اپنا بھی مکمل گئی۔
اسی کے متصل وہ خبر پر مراد اس میں نہ

۵۱ احلہ مدہ اطلاع من اختلاف السموس مع بعدہا لہو کما ہو ہذا حبیب مسئلہ ان امصاد فی العاصیہ قلوب لا سہر ہے و الاحکام و مصداق و سہاد لاختلاف و حول السموس من حول لہو حبیب مالدان۔

مساقیہ چھٹا بھی مانی ٹرائی جس سے اور بھی نہ ہر دور اس رخا کہ نہ ہا کی بات ہر دور لازم ان کے منبر ہر می ہا رہی ہے۔ کیوں تنہا نوی صاحب یہ بیان نہ کر کے طومار خود نہ رہتے ہیں کہ تب ہی وغیرہ کی حاجیت ایک ہے تو ہی وہ ہر کار سب حشون میں شریک ہونا واجب۔

کیوں تنہا نوی صاحب رسلین واد غیروہ یا تو رہو ہوا۔ شریعت کے تو بیب کہ ایمان جو بیب ایمان نہیں دیا کہ ان۔

۵۲ تنہا نوی صاحب رسلین واد غیروہ یا تو رہو ہوا۔ شریعت کے تو بیب کہ ایمان جو بیب ایمان نہیں دیا کہ ان۔
سے تو یہ دوسرا اعتراض ایک پہٹ گئی مگر یہ مشید پر شرع طومار کی عبارت لائے وقت وہ اپنا حیرت مچول گئی اس کا دوسرا اعتراض بھی نقل کر لے:

والیہ السموس الشریعۃ حکمہا صلا تہ بالشیوع مصداق بعض حیار الاخر فلا یكون الاطلاع خاصۃ للنبی۔

وہ تو اس طرحی ہو گئی کہ آمانی کا خاصہ اڑا جاتا ہے تو بعض الایمان کے گھار میں

کو لازم نہ ہے نہ چھٹی کو دیا نہ گئے۔ کس پر کی کوئی کیوں نہیں کہتے۔ اگر کہتے ہیں تو خواتین
سے صاف کہ دیا ہے علی مہر جو وہ۔ یعنی فلاسفہ کی تصریح ہے۔ جی تو وہاں کیا
توں سے صاف نہ فرمایا تھا۔ عموماً امر و نہی یعنی یہ فلاسفہ کا قرار ہے۔ بلکہ
وہاں یہ فلاسفہ اس امر کے متعلق بتاتی ہے کہ ریائے خود کو جو دشتیا کو دیکھتے ہیں صاف
پرستے۔

صاحب الامر من و اسرار من و مہمہ یساحد و ان لا وجود و ہ فی ہذا
علی مہر جو وہ و نور و ما ہو سبب وہ و لا شہاد ان لا شہاد ان لا شہاد ان لا شہاد
علی سبیل التخیل و ان المشاہدۃ الحقیقۃ۔

اور یہاں خود سنی لا محض کو قرار نہ دے تا یہ کہ لا محض صاحب کی ہوتی ہے۔
تو یہاں امر اور بھی واضح تھا مگر

جب آنکھ ہی نہ ہو تو کھلا نہ بھی رات ہے

کہوں تھانوی صاحب کیسی کہی

مشہد ہاوت از خدا و از رسول

مگر میرا کہتا ہی فصول جب ایمان نہیں شریک کو محمول و لا حول و لا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم۔

تھانوی صاحب یہ تو کہہ رہے ہیں خیاثتیں خدا سے نہ کہے۔ صاحب ہیں نہیں جن کو خدا
تبار فرما رہے ہیں کہ بے ایمان تو تم نے ہی کی اتنی حد کر دی کہ تو تو ہیں نبوت ان کے
و نہ مذہب میں نہ تھی۔ بلکہ اس کا احمد و ستائش کسی عاقل کو نہ ہوتا۔ وہ میں ہا مع ذلک و انما
کی لاج خود تک رہتے ہیں۔ مگر ہے۔ کہ عفت پر روئے ہے دی جھٹ مافس کی صورت
تبیض و معون کی، ایک نسلے آکر کمر نہاں ست نکال دیا تو ابھی یہ تو کہہ رہے ہیں ہر
ابیس ہی کا ساتھ دینا ہے۔ وہ دیکھو وہ دو۔ سے غلطی نہ کر کہ رہا ہے۔

انی ہوشی منکھانی اخاف اللہ رب العلمین۔

لہذا ہی عاقبت پر رحم کرو و اس کے آگے مگر کار و احد قرار سے جو حکم نافذ ہو رہا ہے اس سے

ڈرو وہ یہ کہ

محکم من مافیتہما انہما فی لسان خلدین فیہما ذلک جو انہما
والہما فی اللہ رب العلمین۔

نہ سن اپنی ڈھلی بڑی تم بنا رہے ہاں علماء کو کیوں مانتو۔ انصاف وہ کا ہے۔
وہ تو جتنی کفر کا رد کر رہے ہیں۔ حبیب تم نے بھا۔ پھر اپنی رد کو اپنی سد سے پیچھے ہو۔
مگر یہ بھی ایسی چال و رسوم کو اپنے کفر میں بھانسنے کا جال ہے۔ لیکن الحمد للہ مسلمانوں کا
حافظ اللہ ہے۔ وہ دیکھتے۔ آپ کی بھانسی آپ ہی کے غلطے میں پڑی۔ والحمد للہ
رب العلمین۔

سولہ پنجاہ و سوم اتنا زوی صاحب رسید والا بھی کیا یا و کہتے گا کہ کسی کڑے سے پالا پڑا
تھا۔ یہاں تک تو غفلت سے فلاسفہ پر اتفاق دکھایا تھا۔ اب وہ کمونل میں سے مخالفت
پونہ صیار پٹ ہو جاتے اور آنکھ کھولے تو چرچٹ ہو جاتے۔ تھانوی صاحب آپ نے
یہ بھی دکھا کہ سوال و ہم فلاسفہ ہی پر منطبق نہیں۔ بلکہ یہ پیچیدہ و پیچیدہ سمجھنا نہیں کفار عقیقہ
سے دقیق بلوت بالوت ہیں۔ بعینہ یہ کہ انہیں سفار کی راہ چلتے ہیں۔ وہاں نے پورا
کافروں کا رد کیا وہی ان افراد پر حسام المرین لے وار دیا۔ تھانوی صاحب ہی بے ایمانوں
کی ٹسٹ ٹی تو دیکھتے اپنے رد کو اپنی سند بنائے لیتے ہیں اس کے اشارت اور بھی
کر رہے۔ مگر کام تو ان سے ہے جن کو بہرہ رسالت بھی مہول مطلق ہیں۔ ہند پورا انصاف
کھول کر دکھاؤں۔ ابھی نہ سو بھی تو میں سوچھاؤں۔ مہدیت جس سے زمین سے رب
موجود علی کا وصف کیا۔ اس کا مناد و پروردگار سے کہ اس سے مراد افاضہ وجود ہے۔ جو
و جب او جو نہیں اپنی تہ ذات میں خود ہا تک و نا متفق وجود ہے۔ دوسرے کے بے
کا تعین وجود و مفہم مستحق ہوگا۔ و لیسہ پسند اس سے مناسبتی ہر کہتا تو اسے کسی
شن کسی صورت میں کٹ کر کہہ رہا ہے کہ سوچتے مگر میں بے ایمان نے اسے مناسبت
تی سے پھر کر صرف طاہری تبدیل جنات و وضع پر ڈھال دیا۔ ایسے وصف عظیم کو میں

بے قدر کر دیا۔ علی علیہ السلام غیب جس سے زید نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف کیا اس کا مناد رسالت صرف اختتام دو جب ربانی تھا۔ جس پر آیہ کریمہ، و لکن للہ یعصی من رحمہ من لیساء مشاہد یعنی وہ بات جسے جان لینے کی طرف متقل دوس کو راہ نہ ہو۔ رب عزوجل محض ایسے فعل سے اپنے بندے کو اس کے ہم کی رو سے اس پر اسے تسلط بخشنے۔ جب کہ خود اس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

معلم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد الا من اراد من رسول۔

رسالت اور لیدر بہ اس مناد حق پر رہتا تو سے کسی شوق کی صورت میں ہر باطل ہر جو با یہ نبی کے مانند سو جتا مگر اس مرد و دینے سے مناد حق سے توڑ صرف تینی بات پر لڑا اس کہ کوئی بات ایسی بنی جیسی دوسرے پر پیپی جو جس سے باطل جو اس سے کو اس صفت جلیلہ میں معاد اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریک کر سکے۔ اور پھر برائی میں خفص الایمان میں کوئی نہ کوئی نہ کہنا ہے اور مسماۃ اس پر اندھا شیعہ جڑ علی بت کہ گودہ ایک ہی ہے۔ سو جس کے یوں تو ہر باطل ہر جو پاسے کو روزانہ کسوں سے غیب میں۔ مثلاً دیو بد میں جو دیر نہ ہوں کے سامنے وہاں تک محال ہی ایک نہٹ زمین کا ایک ایک ذرہ ہر کے۔ دوس، دوسوں کا یہ یہ بال فکر کی ایک کبھی بھٹکا و بڑھ و نیزہ لاکھوں چیزیں ہیں اور تھا۔ ہمیں میں جو چہا پہ ہوا اس سے وہ سب مٹتی ہیں۔ یو سی قہ۔ سوان کا بیدار ہوں کی نہ ہوں کشتہ دیکھ رہا ہے۔ جو دیر ہند کے دیوانہ سے پیپی ہے۔ کیا صاحب منادی صاحب دباستانے منتقل کے سوا کوں قہ اسے علم غیب کے گام مسلمانوں دیکھ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لہجہ صحت جلیں غلبہ ختم نہ کسی ذیل مبتدل سے قدرتی بات پر لڑا صفا لہجہ ان لغز لغز کا پورا قصد خوار ہوا۔ ہی نفی مناسبت سے۔ وہی ختم اس الہی و موجب ربانی سے مدد ہے۔ وہی صفت سید کی تو عین و تہلیل ہے۔ وہی کی نہ کی پائنت کا الحاق و تسمو سے ہاں فرق تناسبت کہ دیاں تو لکھ سے نبی کا خاصہ کہہ کر وہ کی۔ ہر لہجہ و تانکس شامل ہو گئی اور علی نے ان محققوں کو ازہم دیا کہ اب نبی و نیز نبی میں کیا تمیز ہے۔ درمیان یہ

ان کا کہہ لیں۔ سے بھی پانچ بڑیاں بڑیاں ہوا خود اپنی منہ حق خاصہ کر رہا ہے کہ اس میں حضور کی کیا تمیز میں ہے۔ حفظ الایمان سے، خود اپنے منہ نبی و غیر نبی میں فرق کا انکار کر رہا ہے کہ نبی غیر نبی میں وہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ خفص الایمان سے۔ تھانوی صاحب جملہ ہو وہ فلاسطہ تر کافر یا یہ رسلہ والا غامض۔ شریعت موافقت و شریعت لغزش کی باتیں ان کافروں کا زیادہ رد میں جو نفی خاصہ کے خود قائل ہوں نہ نفی قہی رکھے۔ لکھ ان کے قول سے ان پر الزام لگے یہ اس مرتبہ پر زیادہ قدر میں جو اپنے منہ ان ہیوں کے کفر یک رہا ہے۔ تھانوی صاحب ان پید و جیسے کی مال مدد زوری ہے۔ یانی، یحییٰ، کیسا اپنے قہ رد کو الٹی اپنی سند بنایا ہوا ہے ہیں۔ ضرورت مردان دیدی قیمت رطل چشید سی۔

فائدہ شائری صاحب اس دوسویں کیا دوی پر اعترافات میں ہمارے اگلے تین پر پھر نظر ڈالیں۔ دیکھئے وہ کسید و ال پر کیے ٹیک ترکتے۔ کیا اتنی مدت تعلیم کے بعد بھی نہ سوچیں ہوگی کہ وید و تہرید و تلاطف، عید و پید و جید سب جہتوں کو ایک ہی آزار ہر ایک ایک ہی کفر کا ہمار سب پر ہیں ایک ہی طرف سوار۔ یہی اوصاف جیلہ کے چمے مناسبت سے انکار۔ دلیل و بد احوال پر اقرار تو ہیں نبی و واحد قہار و مطلق محصور النساء۔ برقی طاعی و دغی پر بھی میں ٹھہکا اور وہ دونوں بھی ایسے ہی کفار اگر کی نبی مشد سلیمن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت پر دو انکار۔ اس تقدیر پر گمان ہو سکتا تھا کہ یہ سات قسم کے کافر ہیں اور جہنم کے بھی سات دروازے شاید حکم لہا سبعة ابواب لصل صاب مسجد حجاز مستسوم۔ ہر ایک کو میرا دروازے سے داخل کریں، مگر نہیں وہ ساتواں کیا ہی تمہلی کے پٹے پٹے اور جہنم کے ایک ہی دروازے سے ڈھکیلے جاتے کے قابل ہیں۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔

سوال پنجاہ و چہارم: تھانوی صاحب میری درجہ نفسی معاف فرمائیے۔ میرا کلام طویل ہوا۔ چلے حل کا نام سن کر آپ کا جی ڈھونڈتا ہوں گا کہ دوسرا اور مسماۃ کی گرہیں کھولنے اترتے۔ انصاف کیجئے تو ایک ہی نے کی گکار کھی کہ دوسرا اور مانگے۔ مگر ہاں اس

سلف بنی و علی و علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کی اس سبٹ کی آمد برواری مرد۔ ہیں کرنی۔ ہی کہ یہ تو تم نے علم غیب کے معنی و مفاد
ہل غفل کے طور پر سے کرنا سوہ و رسید کو جہنم کے یکہ ہی کو میں ڈھکیل دیا۔ وہ
کستی بندہ میں یوں ہیں مانتی۔ میری ٹھنڈی پر نہ دوس میں ہر پاگل یہ چرچا ہے کہ
علم غیب ہو۔ وہ چھوٹے تو میں تم میری ڈیڑھ گھر کیسے کھوسے جلتے ہو۔ رسید کی
یہ تڑپاٹ اگر پڑے جنوں کی برکت ہٹ۔ کوئی پاگل کہے کہ تم نے مسئلہ کے مسائل
پر میری بکریں رزق پاکوں کے مسلمات پر تو رو کر دو۔ اس کا جواب اتنی ہی ہیں ہے
کہ جنت کر مجھے رسید کی تو ہر طرح ماہ برواری منظر۔ یہاں میں طرہ سوال ۳۸ کا
انہماق دکھایا سو ۴۴ کا بھی دکھا دوں کہ اس کی تکمیل چھٹ کر رہ جائیں پیل
کہاں تک جیتی ہے۔

چقدر برکت تو سن بہ بیت جہانہ ام من

چقدر رسید تو چقدر رسا نہ ام من

ہاں تھانوی صاحب کیسے تر پیسوں جو اپنے رب۔ اپنی ہی۔ اپنے محمد اپنے علماء
جل جلالہ و علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در ہی اللہ تعالیٰ عنہم و ہم سے سیکر کر دجیا کہ
سوال ۳۹ میں اس کا ایک مختصر نمونہ گرا۔ اپنے نبی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیت اقدس
پر علم غیب کا حکم کرتا ہے اسے حضور کی مدح کریم مقصود ہے یا کچھ اور۔ یوں کہ وہ
وہ اپنے نبی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح ہی کرتا ہے اور یہی اس کی مراد ہے۔

۲۔ اب یوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہر وقت جلیل تمام عالم سے ارفع و
اعلیٰ درجہ پر ہے یا نہیں۔ کہو جت اور ضرور ہے۔ اور کیوں کہ کہہ کر خدا کا دھرا
میرے۔ یہی لبط البیان اس کی مقرر ہو چکی ہے۔

۳۔ اب کہو کہ اس کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس درجہ و فوری و کثرت پر ہونا
کہ شہر لاکھ لاکھ بار تک رہے اور اس کی مقدار کلا کھوں حقہ نہ گن سکے۔ کچھ تعریف غلطی
کی طرح بوجہ اسام منافی مدح ہے یا اور زیادہ مؤید مدح کہو کہ ہرگز منافی نہیں بلکہ
کمال مؤید۔

۴۔ اب یوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہر وقت جلیل کرم قابل مدح ہے
یا نہیں۔ مسئلہ کا نام پیراں سے سرگز کہ وہاں ضرور منظر مدح کے قابل ہے
ہیں نہ تو کہ مسلم نے اس مدح مدح ہر اسوں نے اپنی صحیح حدیثوں میں اسے نہ
کی یہ میں حب اپنے بے حاشی۔ صی ہوتا۔ ہیں و ائمہ دین میں زمانہ ان کی پشت
برائی آئی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد صلا مطاہ من العیوب و المنکر۔ یہ وہ
تکلیف پر ہو تو اس میں آہ فدا و سچا چاہا ملا کر آؤ۔

۵۔ اب سوائل ما بعد دیکھ کر وہ کہ نہ مدح کیا ہے۔ مدح کو کتنی بات ضرور یہاں تک
کسی میں اللہ تعالیٰ کی برابری نہ ہو۔ اس سے مدح میں ہر منافی لیا کرتی ہو۔ وہاں
ایسا کہہ سکتا ہے۔ بشرطیکہ دھرم کا لشکر ہی انہیں ہی نہ ہو۔

۶۔ کہہ کر کسی نام و بدل مبتذل و صفت سے ہوگی۔ کیا کوئی احمق سامع کو وہ ساروں
یہ گمان کر سکتا ہے بشرطیکہ صفت نام فوری و پوری نہ ہو۔ اسے سخی نہ مدح و رد
بھی کسی کی اعظم الحمد و میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح میں ہر ایک
ایسا و صفت ہر جو ہر پاگل جاوڑی کہ ہر دہائی کے پابا ہوتا ہے۔ کہو کہ نہیں نہ ہو۔
کسی قائل کو اس کا گمان بھی نہیں ہو سکتا۔

۷۔ اب یوں کہ جب شیخ دل قطعاً مستغنی و مخصوص بحدت حزب حق جہاد حق و محمد
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ مدح علوم غیب و فزہ کثیرہ نظیر سامع ہاں
سے خود تر مد شمار و احصا سے ہر قطعاً موجود کہ لبط البیان چھپاری کو بھی مسلمانوں
کا جی رکھے کے لیے اس کا ظاہری اظہار و قرار مقصود تو اسے چھوڑ کر شیخ دوم
ذلیل مبتذل پر ڈھالنا کہ یقیناً قطعاً ہرگز نہ اس کا احتمال نہ کسی عاقل کے لائق و جہ نیال
مراحمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح عظیم کو بگاڑتا اور اس مدح کریم پر
ایک بری توہین کی سیلی جھاڑتا ہے یا نہیں۔ کہو جت اور ضرور ہے۔ سوال ۳۳ میں
ظلال خلائ کے سورۃ اعراف والا بیان نہ بھول جانا۔

۸۔ اب کہو یہ تو ہیں کہ کلام انید میں معاذ اللہ اس کی بود کن روز شمار اصلاً ہرگز اس کا احتمال ہی

مخضن الایمان والا خود ہی اس کا بادی ہوا۔ وصف عظیم کو ایسی ذیل بات پر ڈھال کر آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے کا قسادی ہوا یا شارحان موافقت و طوابع کی طرح اس توہین کا کہ کلام مخالفین میں بھی منظور و منادی ہوا کہ وہ کہیں نہیں بلکہ یہ دشنامی خود ہی بادی قسادی ارتدادی ہوا۔

۹۔ سنے پھر مخضن الایمان کی یہ شکم تقریر کہ میں لشکرِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مدد میں ہوں۔ مناظرہ کا انکار کر کے گی یا کہ اور (دیکھو سوال ۷۴) کہ کوہِ طہ سے منظرِ مدینہ کی تائید انکار کیا اور ضرورتاً یقین شاک منظور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتکب ہوا۔

اب بروکر مسالیمان والے نے اس طرح کا حکم ذات مقدسہ پر صحیح نہ دیا کہ زہرِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کو باطل کر دیا یا نہیں۔ کوہِ طہ ضرور باطل کیا اور واسع قرار کا غضب اپنے سر لیا۔ حق لومی صاحبِ آپ سمجھے کہ وہ مغظم کیم کرکن غلہ سلطنتِ نبوی ملکوتِ ربانی کے دو سامعہ رسول اللہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور وہ وصف عظیم علم غیبی جس کی طرف اعلیٰ رب العزت غز بلا سے خاص ادا طاعت دی مخضن الایمان کے رحم پر ہر جا گل چپائے کہ حاصل اور اوصاف میں بسطِ البیان کے اقرارِ مجبوری سے سب سے رنج و اعلیٰ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف کامل اور زید سلیمان وہ خادم سلطنت کہ اپنے آقا سنے کریم کی مدح کر رہا ہے اور وہ شاہِ ادب بد لگام و منہ پوٹ ، نمک نرم ، و درسیا کا نا فرجام کہ اس پر منہ آنا اور اس مدح عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باطل کرتا اور اس کا حکم منظور پر طرہ صیرج بتاتا اور حضور کی صفت کو ہر پاگل ہانر کے حال سے ملاتا اور حضور اور ان ذیلیوں میں وجہ فرق پر پختا اور حضور کی مدح جلیل کو ایسی ذلیل بات پر ڈھالتا اور اس صفت کریم اور نور موصوف عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسلیم کی شدید شد توہین کرتا ہے۔

وسیعہ الدین ظلموا ای متقلبین یقتبسوا ۶۰

بنابِ تہذیبی صاحبِ سمجھے۔ خاک کھجے۔ خدا کو ان کر یک دفعہ توڑ دو۔ گریہ پر غصہ ہی کی طرح۔ مگر توہین اور حق کا اقرار وہ تو ہمارا رب عزوجل فرما چکا۔

کلا یوال بنیا محمد مدی ینوار سے فی قومہم الا ان تقطع فسومہم۔
اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما چکے۔

مصر قوں من الدین کما سرق السهم من سرمیہ لہ لا یعودن
و لا حول و لا قوت الا باللہ العلی العظیم۔

سوالِ پنجاہ و پنجم: تہذیبی صاحب اب تو آپ کو لا بی شخص کا فرق بھی سوچو کیا کہ لفظ و مفہوم وہی ہیں۔ فقط کفر و اسلام کا فرق ہے۔ عبارت علماء میں لا بی شخص مثال کفار کا اظہار اور ملید و بیہ رسل و سلم کی عبارتوں میں خود اس کی کیا اس کفر بار۔ علماء مسلمان ہیں اندیہ و دوسرے کفار اور سوال ۸۴م خلافت و پنجا سوال رسل و سلم پر ٹھیک اثر اب بچہ سو آپ خود تہذیبی اور اپنے ایسے عظیم رو کو اپنی سید بنائے پر وہی چید اور رسد و سلم لیسہ دونوں کی پانہ پڑی تہذیبی اور اس سے بھی کہ چاہے تو وہ پین عظیم مل دیتے جس نے ایک ہی سوال ۸۴م خلافت اور رسد و سلم دونوں پر آکر رکھ دیا جس سے دونوں کا ایک دم کے کافر ہونا بتا رہا۔ جس نے کتاب سے یہ وہ روش نام کر دیا کہ شروع کو نفی و طوح کی عبارتیں جس طرح فلاسفہ کی رو ہیں۔ جیسے ایسے ہی مخضن مدینہ سے کی رو اشد ہیں۔ بد ثابت کر دیا کہ وہ بھی نہیں مخضن الایمان و سہ پر کفار فلاسفہ سے بھی بڑھ کر خبیث و قہر اللہ الامم ہیں جس نے بنا دیا کہ رسد و سلم کی پانہ پڑی کھائی کہ اس سے ان عبارت علماء سے استادی سید و مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ اس کا ہر اسناد اسی شامت کی ہر ہی بکری کی مال ہوا جسے اس کا نامک۔ محل میں بڑھ کر نا چاہا تھا اور چھری تھنی بکری سے حسبِ حادثہ کوہِ زمیں کھرتی شروع کی سن تھنی کہ میں وہ ہوا پھٹا کا چھرا نکل گیا مائک سے بکری کوٹھے سے دبا لیا رو وہی پھرا اس کے گلے پر پیر دیا۔ سہ پڑی فر فر کر رہی ہے۔ خوں کے زہر سے جھلک رہے ہیں تھوڑی دیر پڑے صحت کر دم توڑ گئی اور رب کے پیہ سے صاحب من ختمہ بظنہ شل نیوڑ گئی۔

فسوس کہ ایمان سے ستر کر گئی بکری
ہاقت نہ تھی سن شمع موقت کچر سے
کھجیں تو۔ نہیں بیٹے ہی اب بٹی بکری
کٹے کٹے تھیں کے سے دو گئی بکری

چو پائی نے سب کا علم پہ پایا
خود کھور کے اپنا ہی کھا چرگنی کمری
دین میں مگر شرح و اربع کے مدقق
اب جس کے سبب زیر غفلت گئی کمری
میں یاد کس اشرف کی نصب ہار گئے کا
مرتے ہوئے کرتی ہوئی خرخرائی کمری

یہ تو رسم کی دسویں کیا دی کی گت ہوئی حد کر ایک جان کر کنت بھی خوب میں بھی شرح مرافق و
طواغ کے یہ حیل مطلب سو مجھے تھے کہ تو اب دھرم سے کتنا اپنے کسی بڑے کسی سنا دے میں
کسی مطلب کا ایسا نظم و بسط قاپو ہا ہر بیان سنا تھا۔ افسوس کہ کسی پاگل کسی چوہا نے
اتنا علم غیب نہ پڑھا کہ ان عبارتوں کا نام لیا نکلے پر لٹی بھری ہو جائے گا۔ جی کا سہارا پکڑنے
میں نہ میں نیز ہر جیسے ہیں۔ ڈوبتے کے بھاگ کھل کا باگ ہو جائے گا۔ دھروہ تو مگر جیل ڈسب
یوں نیرہ نہیں بار و بات ہوئے سالہا سال آپ کی خاموشی آپ کی لے ہوئی یہ پردہ ڈالے ہوئے
تھی بھرم نہ تھا۔ آپ کے اذناں جیغ پکار مچاتے تھے کہ ہرگز ہرگز غفلت الایمان کا یہ مطلب
نہیں جو حسام لڑ میں والے مستند المستند نے لکھا اور نمائے کرام حرمین ملازمین نے سمجھا ہے چاہے
جہاں کو اشتعال ہوتا تھا کہ ہاں شاید کوئی ایسا ہی مطلب جناب کے شکم میں ملول کیئے ہوئے ہو۔
جو مکہ و مدینہ تک کے کارخانہ نہ سمجھے کہ ہر شاہ غفلت الایمان کا کلمہ سر نہ بھی ہے۔ اب کہ
آپ کے خزانوں سے ابھار بھار کر کوچے مار مار کر دس برس بعد آپ کا دھن شریف کھلاویں
چھوڑا اور خود بناب نے اپنے شکی مطالب و غدرات کا مٹا پھوٹا کھل لیا کہ وہ حق سرتی
شیمی اور بن کا سے تھے ریس ہی مطلب نہ مراد تھا۔ جو یقینی کفر و ارتداد تھا۔ جو غدار کھان کا
وہاں آپ ہی کے مرید پڑے۔ جو اوّل بھاڑی اس نے آپ کی بگڑی اور بگاڑی ہے۔

کل گیا سب پر ترا حید غضب تو لے گیا
کہوں تم سے نہ کا کھلا حید غضب تو لے گیا

چیر یہ تو مناظرانہ وار تھے اب خیر خواہانہ معروض ملاحظہ فرمائیں

خیر خواہانہ معروض

آپ شروع بسط البیان میں فرماتے ہیں:

میں نے رغبت مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھی۔ الحمد للہ کہ مضمون کو آپ غیبت جان چکے اور
یہ ہم نے آپ کو دکھا دیا کہ وہ آپ ہی نے لکھا اور اپنی غفلت الایمان میں لکھا۔
آپ فرماتے ہیں:

لیکن تو دور کن میرے لب میں ہیں ان مضمون کا بھی ظہر نہیں گزرا اور ہم نے آپ کو
دکھا دیا کہ بغیبت مضمون آپ ہی کے دل و زماں و قلم کا ہے۔
آپ فرماتے ہیں:

میری کسی عبارت سے یہ مضمون لادم بھی نہیں، نا چنانچہ اخیر میں عرض کروں گا۔ اور ہم
نے آپ کو دکھا دیا کہ روم نہیں غفلت الایمان میں یقیناً اسی کا التزام ہے۔ آپ کی آخر کی چنانچہ
اس نے آپ کے کفر پر اور ریشتری کر دی۔ ایک ہی بنائے نہ بنی ہے۔

مریض کفر پر نکتہ خدا کی

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

فی قلوبہم مومن مراد محمد لله مراد

آپ فرماتے ہیں:

جب میں اس مضمون کو غیبت سمجھتا ہوں۔ جی اور مضمون والے کو کیسا اور بھرے
دل میں کہی اس کا غلط نہیں گزرا کہ یوں اسٹی آنتیں گلے پڑیں گی مہیا کہ اوپر معروض جو
الذی یات نامہ سے ہم نے ثابت کر دیا تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا ہمیشہ نامراد ہے نامرادوں کو مرد کہیں اور رہی جو زبان پڑ
کتنی۔ مراد باد کی ہر میت اس پر کل پائی میر گئی۔ خیر بیان تک تو ترسے مکر کے ساتھ دن
کے سورج سے مکر تھا۔ اُسے حسام طرہ میں کا کڑاوار کی کسی کھوتا اور خود آپ کا کفر آپ
کے منہ قبول ہوتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

جو شخص ایسا عقیدہ رکھے یا بلا اعتقاد مراعات یا اشارۃ یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ کذب کرتا ہے غصہ و غضب کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حد کے لئے مسامحہ میں نے اللہ کا نام لیا ہے۔ جس پر آپ کے طائفہ نے وہ نہیں مہربا تھا۔ حتیٰ کہ اسے کافر کہہ دیا۔ کافر کہہ دیا۔ جناب اب تو آپ خود حضرت الانبیاء سے کہ کافر کہہ رہے ہیں۔ کہا خارج از اسلام اور کافر میں آپ کچھ فرق سمجھتے ہیں بلکہ لہذا انصاف۔ مسامحہ میں نے تو اتنا فرمایا بھی نہ تھا کہ جو اعتقاد بھی نہ رکھے، اور اس کے عام میں اس کی مراد نہ ہو۔ صرف اشارہ ہی ملے وہ بھی کافر ہے۔ یہ آپ نے خود اپنے لئے اضافہ کیا۔ یعنی مسلمانی پر آگے تو پوری ہی گائے کھائیں۔

المیر تقی حسام الدین کا سر حلاں آپ کے مرچڑھ کر بوجہ خود آپ نے پی ڈی بی بکھرہ منہ کھولا۔ رہا یہ کہ ہا ایدہ مطلب نہ تھا اسے ہر ماحول پہنچے ہی جاتا تھا۔ آپ اردو دے سکتے نہ کہ گوروں کی آفرینوں کہ اوروں کی سمجھ میں نہ آتی۔ بلفظہ تعالیٰ اس وقت اس نے آپ کی سندوں سے آپ کا وہی مطلب ثابت کر دیا جسے آپ خود مان رہے ہیں کہ بیشک کہہ سکتے ہیں کہ آپ توحید پر مبنی ہیں۔ لہذا علی بن ابی طالب سے۔ پھر توحید کفر کیوں ہے۔ اثناعشر توحید دایمان میں آیا میرا میرا ہے۔ ورنہ آپ کے اذناں کہ آپ کے دم سے بندھے ہیں ان کے کوز کا وہاں بھی آپ ہی کے مرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فان علیا لک اشہر الایدیسمیعہ۔

لہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰحسبو دینا ہر ہم کاملہ یوم العیونہ من اور وہیں نصوہ ہم لعلہ سلمہ الاسلام ما یزیدہا ولا یقللہا لہ رب العلیین و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

الحمد للہ لیسط البیان کے تمام مذمت باروہ کو گھر پہنچا دیا۔ ایک حرف باقی نہ رہا۔ اب چلتے وقت کی اس کھلی کچھ شکایتیں باقی ہیں وہ قابل توجہ نہیں نہ تھیں۔ مگر ان میں

مازے کھینکے ہیں ان کی خاطر چند سوال اندھی کہ ہذا تقریباً بٹ کا عدد کامل ہو جائے وہاں التوفیق۔

سوال سچاہ و ششم: رسیا بڑی ہے میں نے سنا ہے جی آپ کو دیکھ کر کہاں نصیب۔ ف سے تیر سہوہ بننا لہا سال سے العتد المستند کا نعرہ حسام وہیں کی جید کار شرف سے غرب تک علم سے غرب تک گونج رہی ہے اور خود رسیا اور رسیا کے اکابر کی گردن تیغ تکفیر سے اڑ رہی ہے۔ مگر سیلا کا وہ گرا ہوا کہ اس نے آج تک کچھ نہ دیکھا۔ سو میں سے ایک مذب کی اڑتی ہوئی جھٹک کہیں کوں میں پہنچ گئی۔ کا جواب دینے اٹھی۔ متداولی صاحب کیا آپ صفت سے کہہ سکتے ہیں کہ رسیا واسے نے العتد المستند تمہید ایماں حسام الحرمین تینوں میں سے کوئی نہ دیکھا۔ یہ کہتے کہ سب دیکھئے ادھت سے سخت پا کر اکھیں میچ لیں۔

سورہ اسوں کا جگہ کیا ان کو دن بھی رات ہے

دیکھ کر بھٹے ہیں گنگوہی یہ کیسی بات ہے

۲۔ فرض کردم کہ رسیا کی دونوں بندوں۔ مگر صفت سے کہتے تمام قابہ اقرسوں میں ایک یہی اس کے کان تک پہنچا کہ جواب کے لیے حاصل اسی پر منہ مارتا۔ ہاں یہ کہتے کہ میں سب گھر اپنے زعم باطل میں اسی پر کچھ ریز کا سکنت پائی۔

۳۔ جی ہاں کیا سنا ہے یہ کہ میری دلیل کے مقدمات پر نفی کیا گیا ہے۔ تھانوی صاحب وہ دیکھئے درود گورا حافظ بنائے۔ وہ تقریر ذیل جسے رسیا کے صدمہ پر صرف صاف دلیل مانا تھا کہ وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے۔ قسم کا وار ہے پناہ دیکھ کر صدمہ پر اسے منع و مطلب دلیل گوریا کہ دلیل ناخود رہے یعنی یہ ثابت کرنا چاہیے جیسے من ہی من میں ٹھہرائی کہ اس قدر کا وقت گزر گیا تیس بی سطر بعد صدمہ پر وہی اگلی بانک پر کل گئی کہ میری دلیل تھانوی صاحب رسیا کی بوکھلاہٹ دیکھتے جائیے۔

۴۔ جی ہاں کیا نفی کیا گیا ہے۔ یہ کہ اس بتا رہا ہے کہ آپ یعنی حضور اقدس صدمہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عام بھی نہ کہیں۔ مگر مجھ کو میراث ہے کہ انعامی فرق معترض کے خیال میں نہ کیا

پر متفق ہوں وقت ہر تاکہ آپ کو عالم مطلق بعض علوم کی بنا پر لکھا جاتا ہے۔ آپ کو یہ عالم خاص
علوم عظیمہ غفرانہ کی بنا پر لکھا جاتا ہے۔ تقاضاوی صاحب اس بدوہ رسلیا کی پوری اور
سرورہری دیکھی۔ آپ تو مدح محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روئے سے حضور
کے عظیمہ عظیمہ غفرانہ کی شمار کو اگر مناد مدح صرف اوتنی دلیل یا نہ پڑھا کہ
کسی نہ کسی بات کا مزہ دوسرے سے ملتی ہے۔ خاص لایمان مثلاً گورہ ایک ہی چیز
ہو کوئی ہی روئے کی ہو۔ اور اس پر جو جس کے سر سے منہ کی ہو مثلاً اسی پر پھوٹی
مثلاً کراٹہ کے فوق نیال میں نہویا کی آپ اس سے نہ فرمائیں گے کہ مسوری جمال میں تو
نہ سے نہ آیا ہے۔ جس سے جسم نے کچھ کچھ یاد وہ دیکھ جسم، لوہا میں نہ ہے اس کا توں نہ ہیں
اور اس سے بھی۔ لیا دالے نہ کیونکہ ایک دو طرف میں سے اور یہ علوم ہیں میں
کے بے حد۔ شمار کچھ فی حق ناؤ اس کے ذریعہ فضیلت سی میں سمجھ سکتی کہ پورا
اماطہ ہر اور فضیلت کا سبب و حسیب ہوا۔ اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے
نویس و شاد کی کو غنیس نہ ہی۔ مطلق علم کی فضیلت کا سبب انبیاء علیہم السلام
والسلام سے واجب ہوا۔ بے ایمان مہارہ یہ نقص تھا کہ قرن ثانی کریت و فی ثانی سے
ہی پر مارا۔ اب آٹا اس قرن ٹکرنے کو اپنے جسم ہی پر تھوپی ہے۔ ہند ہی مثل تو
یہاں اور قہمی مگر میں سہی کہ آٹا چر کو قوال کو ڈالنے۔

۵ رسلیا کسی ہے اور اس میں یہ معدودہ بات جاری نہیں۔ مثلاً کئی کیوں نہیں جاری۔ تو
نے علم کی ایسا ہو میں اور یہ لقب قسم اول میں لکھا ہے تو قطعاً اسی قسم دوم کا بعض میں
داخل جسے تو کہتی ہے کہ بعض مراد اس میں حضور کی کیا غنیس۔ سا علم عظیمہ غفرانہ
بلکہ جمع سبب کے لیے بھی حاصل دیکھ سوال ۵۰، ۵۱، ۵۲ وغیرہ۔

۶ سبب سے چار سبب کی رسلیا ہے۔ نزدیکی یا پناہ آپ ہی سمجھی کہ یہ وہی معیشت ہے۔ جو
رسلیا دسلے پر اس فرق کے بھلنے سے پڑی۔ خصم پھر منہ میں پتھر دے دیکھا کہ
علوم غیب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح شکر حضور کے علوم عظیمہ
جلید غفرانہ سے شمار کیوں بھی کہ وہ کھلا معقول کفر تک پہنچی اس زمرہ مانہ مل کے بھرتے

۷ پناہ شہری عیار می یاد کرتی ہے کہ اس جوابی اسطلاح اور شری مذکور اشارہ میں کفر
چکا ہے۔ جی اور اس پر سوال ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰ وغیرہ میں جو بے حد کی بے گفتی
۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰
بے شمار پڑیں وہ بھی یاد میں یا نہیں۔ اور می رسلیا نہ اچھول میں خون چھوٹی جا
اور کہ خدا بھوت کرے۔

۸ سوال پنجاہ و مفتحم رسلیا کے کہتی ہے۔ دوسری سبب سے بھی منع غریک جاتے۔
تب بھی ثابت مانے باب یک علی سوال ہوا جس کا اہل علم سے غیب نہیں۔

۹ تقاضاوی صاحب نے اس کا ذکر فاجہ کی کمر تاج پر حرات سے کی۔ مثلاً اسی علم میں
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی تدبیر و کما کی دینے کو کہ باہر کا شہرتی
ہے کہ ایک علم سوال ہے۔ جس کا ہی علم سے کچھ غیب میں۔ سے جس سے وہ
فرق کو خدا کا دھرم صریح ہو چکا ہے۔ وہ سب تھا۔ کہ اس کا کلام ہو یہ و کا ایک اور
ذیل بات جائیداد کہان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر علم عظیمہ
مختلف ہے۔ سب سے شمار اب اس سے خود قطع غفرانہ کئی و علم قدس وہ ہر اکمل ہر
پہر پڑے کے علم میں اب سوا اس بات کے کہ اس کا ہر اس میں صورت کی غنیس
ایسا غریب تو ہر غنیس بلکہ غنیس ہے اب اس کے نہ وہ سبب وہی بات
ہو گیا یا نہیں۔ جو درجہ کی صاحب نے آپ سے پوچھی کہ آپ نے قہم میں یا نہیں
اس کی تہ کی کہ غیب کی باتوں کا علم عظیمہ غیب ہوں۔ علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ ہے
ایسا ہر پڑے ہر پڑے بلکہ ہر جانور ہر چوپائے کو ہے

۱۰ اب آپ کی وہ جھوٹی توبہ نہ کہ میں نے یہ غیبت مسنون کی کتاب میں لکھا تھا میرے
قلب میں بھی اس کا خطرہ نہ گزرا۔ میری کسی عبارت سے یہ مسنون لازم بھی نہیں آتا
میرے حقوت ہو گئی یا نہیں۔

۱۱ اب آپ کا وہ مجبور ہی کا حکم کہ جو ایسا اعتقاد کرے یا با اعتقاد اشارہ کہ اس کو خدا ج
ار سلام سمجھتا ہوں۔ وہ تقییس کرتا ہے حضور پرورد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آپ ہی

کے صاف اقرار سے آپ پر چڑا انگ یا نہیں۔ تھانوی صاحب قسمت کافر کس کا نشانہ بنے نہ زید و عمرو کا من مر چڑھ کر بولتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نکالی دیا کہ کروڑوں بے گناہوں کے قتل سے کہ دروں درجہ بڑے ہے۔ کیوں کہ آپ کے سر پر چڑھ کر نہ بولتا۔ کہیئے ب تو آپ کے ہر بندہ معمولی کی گلی بند ہوئی اس کفر کا اقرار سے پر کریں قاتل کے کافر ہونے کا فرما سے پر دستے پکے۔ اب کیا نور انور و نور مرقد ہونے کے لیے اس کے منتظر ہو کہ کس دن یہ لکھ دو کہ اشرف علیٰ مہفلوں پسہ قدس تہ۔ بھون کار رہنے دان کافر مرتد ہے یوں تو آج تک ابیس نے بھی نہیں قبول۔ تھانوی صاحب سام المؤمنین کی محمد اللہ تعالیٰ زندہ کر مات دیگی۔ کہ آپ کا گلا دیا کر آپ کی ہر گلی تہ کر کے مجھوڑا آپ کے منہ سے قبول دیا کہ بے شک پشنگ اشرف علیٰ مہفلوں کافر تھانوی صاحب کیا اب بھی ایمان نہ ڈنگے کہ اس میں تھانوی صاحب کے حدیثی کرا نہیں کفر سے بچنے کو اپنا پیٹ پھاڑتے مر سے جاتے تھے۔ اب اپنا مر چھوڑ کر مریں کہ تھانوی صاحب بلا تاویل بے بھیاں اپنے آپ کو کافران پکے۔ اب مدعی سست گواہ چست کی نہیں بری تو سب بھی تھانوی صاحب کے کفر کا کلمہ پڑھو اور صاحب سام المؤمنین کے دست حق پرست پر بیعت کر کے ایمان آؤ۔ ابی توفیق دے۔

۳۔ تھانوی صاحب وہ اقرری کفر تو انکرا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسی شدید گناہ کو جسے خود لکھ رہے ہو کہ تحقیق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اب یہ ہلا سمجھنا کہ ایک علمی سوان ہے جس کا اہل علم سے کچھ تعجب نہیں خود اس دور اذیل کفر نہیں تھانوی صاحب۔ بیخواتو جروا۔

۵۔ آگے رسیدا کہ انفسوس منی ہے کہ اہل علم کی یہ سست مسعود تہ کہ علی بنوشو کی جاتے۔ انفسوس تو جابلا نہ سو قیامت سب و شتم اور ری کفر اور کھینچ تہا کر بنایا جسنے مانجے تھانوی صاحب تیسرا کفر مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بوجہ تہ سے دن سے گلیاں دو۔ جی کو خود بھی مصوبہ قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تو جی اور اس کے

کال کو اسلام سے خارج ہوا کر وہ تو عالمائے مذہب گشتگو چوٹی اور گالی دینے والے شقی کافر کو مسلمان یہ کہیں تو یہ جابلا ہزار گشتگو ہے۔

۶۔ تھانوی صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے پر علم کفر باطل ماسا اور استہدائی اسفروستہائی سے بھر کرنا یعنی مسلمانوں نے اس گالی دینے والے پر ماحق جھوٹ کفر عینک مارا وہ نوٹنگ مسلمان ہے کیا یہ آپ کا جوتھ کفر نہیں۔

۷۔ جہانہ و جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی۔ جس کا تو یہی شان و س ہوتا نہیں خود مسلم دہ تھا دست دھرم میں مسون ہے یا کافر۔ اگر مسلمان سے تو تم۔ ہمارا سلام کہہ کر مسلمان نہ رہا کافر ہوئے۔ اور اگر کافر تہ تو مسلمان کفر کو ماحق یتقان دہی یا کفر کہہ کر مسلمان رہے یا کافر نہ رہے۔

۸۔ یہیں پہلے سے جابلا دھاندلہ مدال کہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے پر جو مسلمان بھڑکے وہ ماحل ہشت مہم ہے۔ یہ آپ کا بانچواں کفر ہے۔

۹۔ یہیں اس کا سہا خدا کے پروردگار کے شہر یا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو گالی دینے والے سے راضی ہے درجہ گالی دینے والے معمول کو برا کہے اس پر غضب رانا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے غلاب جتا ہے۔ یہ آپ کا چٹا کفر ہے۔

۱۔ یہیں آپ نے دشنام حبیب کی کفر کو تعزیرات لہا یہ آپ کا ساتواں کفر ہے۔

۱۰۔ یہیں آپ ایک صریح می ملائکہ

یا خدا دایم کار و با خلایق کار نیست

مسلمان تریاں در صمی یہے ہیں جسے میں شاکر و شکر و پاچہ منظور نہیں آپ کے بیباں و نفی ٹوم اپنے غلاب یہ ہے اور مخلوق میں ایسا۔ و سیدنا نبیہ و علیہ السلام فصل الصلوٰۃ و لہا بھی دامل و نفی حضور سے آپ کو کام ہوتا تو یہ پاچہ چریاں و ان مٹری گالی یونہی دیتے۔ مگر یہ نوزما ہے کہ خدا سے آپ کو کیا کام سے گندہی صاحب نے اسے دوسرے کہا۔ آپ انہیں امام مابقی یہ آپ کا آٹھواں کفر ہے۔

۱۲۔ گنگوہی صاحب نے ابلیس کو اللہ کا شریک مانا۔ آپ انہیں پلٹتو مائیں یہ آپ کا نواں کفر ہے۔

۱۳۔ اسماعیل دہلوی صاحب نے مکان و زمیں و جہت سے اس کی تزیین کے اعتقاد کو گوری و بدعت بتایا۔ دہلوی صاحب کے اس قول پر گنگوہی صاحب نے جب تک یہ نہ جانا تھا کہ یہ امام طائفہ کا قول ہے۔ صاف حکم یہ کفر ہے لگایا اور اسی تکفیر اسماعیل پر آپ نے بھی جواب بھیج دیا۔ جب معلوم ہوا کہ اسے یہ تو یثاء الحق میں امام الداعیہ کا قول ہے۔ اسی اپنے اقراری کا کفر کے ساتھ جو اپنے دہخدا کو چھوڑ دیا یہ آپ کا دسواں کفر ہے۔ ان میں میں اگلے دو کا بیان حسام طرین شریف میں آپ دیکھ چکے اور تیسرے کے بیان میں تو مستقل رسالہ دو بوندیوں کو یوں کا بیان طبع ہوت۔ تیسرا سال ہے اور آج تک جو آپ ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ لا جواب رہے گا یہ آپ کو خدا سے کام ہے۔

تغویا و اسے چرخ گردان کفر

نصیحت، اتنا ہی صاحب آپ نے دیکھا کفر کی مدد کرنے والا اور بڑھ کر کفر و کفر کفر کفر میں ڈالتا ہے۔ تناوی صاحب ابھی آپ کی سانس کا ڈورا پھل رہا ہے اپنے کلام کو کفر مان چکے۔ اپنے آپ کو کافران چکے۔ اب ایمان ماننے مسلمان ہونے۔ اپنے ہر یہ سلام کا اعلان کرنے پھر زوج شریفہ رمی ہوں تو ان سے جبریدہ کماج کرنے میں کیا مذہب ہے۔ ہم تمہارے بچے کی کہتے ہیں۔

ومن کفر فان اللہ لعن من العلمین ۵

لطیفہ اہم نہیں گئے الصاف کی نہ تو یہ رسلیا اپنی کفر میں رکھی ہے صے پر بلا تارین اپنا کفر مانیا صے پر با شنبہ ایسے آپ کو خارج زائد کہ کیا بھر کی ہیں میں اقراری ڈیل کو کو اسلام بنا کر کفر پر تنے کفر اور ٹوڑیں گے۔ تناوی صاحب کو کیا پگل کھلیا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ ان کی ان سطروں کا مد ہی اور ہے۔ وہ تو ان کا کلام ایسا ہی دقیق ہوتا ہے۔ خفص لایمان کی چید۔ طری واقع بات کا مطلب تمام حرمین شریفین کے ملے کر۔ سمجھے۔ بسف بنانے کی ان لبتہ چیمپوں کا مطلب سمجھیں

کیا آسان ہے۔ ہاں ہم سے شرح نیٹے۔ اپنے ڈیل کفر پر رجسٹری کر کے فرماتے ہیں۔ اہل علم کی یہ سنت مسترہ ہے کہ ہر کھنگو کی جائے۔ جس غیبت نے رسوں اور علی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی ہو اس کی تکفیر کی جائے۔ جیسے حسام طرین و علی سے حرمین نے کی تھی دینے والا جب جواب سے عاجز آئے اور اپنا کفر سمجھنے لگے تو ار کر رہے۔ جیسا جو تھنوی نے ٹھٹھ سے جی تسلیم کر لیا۔ اس کا کہ افسوس ہوا یہ تو خوشی کی بات ہے کہ حق قبول کیا۔ اور اس کا بھی چند افسوس نہیں کہ دس برس کا عمل مشاٹ کھاتا اور چپکا رہا۔ کہ یہ سائل سمجھنے میں گمراہ ہے۔

نکوگر اگر دیر کوئی چہ غم

ان افسوس تو اس جہا ملانہ اور سو فیہ سب و شتم کا ہے جو ناشد فی خفص الایمان میں اللہ واحد قہار کے جبب منار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں مجھ تھا تو کب بدعتی کے علم سے نکل۔ افسوس تو فقط اور رمی بالکفر کا ہے کہ کیوں میں ناپاک زبان سے ایسا ملعون کفر کا بون چھٹک مارا رن و فقط متاوت ہیں اور مجھ ٹرا افسوس اپنی ہٹ دھرمی اور کہ مکرئی اللہ حق تعالیٰ کر خود اپنے اور پرستش با ندہ سے چٹے جڑ سے جیتی مکعبیاں بھینے کا ہے کہ ہر سنت تو خفص الایمان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ جتنی قطعی سٹری تھی اور اپنے بار سے علی۔ بھٹ کا سوال کر کے نہ مان اپنے ہی اور بدعتی کے میں نے یہ غیبت

مضمون نہ نکھا۔ میر سے اللہ میں اس کا خطرہ نہ کر د میر کی کسی عبارت سے۔ میں میں آہ میں حق نوی رد کر چنے ملعون کو کھوس پر پچھا تا ہوں کہ آپ تو ڈو رہی تھا اپنے اذتاب کو بھی کہ سے میں ہی ڈوبی۔ دونوں جہاں سے کھویا۔ خیر صبیح کو بھولا شام کو آیا اور اب خود اپنے کفر کا قرار کر کے ہے اذتاب کو بدعت کرنا ہوں کہ خفص الایمان کی اب مرزا صاحب کہیں۔ وہ کفر ہے اس کی کاپیت سے تم بھی کافر ہو۔ لہذا اپنے وقت یہ جید کلمات بطور وصیت نامہ کو دینے کہ شاید تمہارا عذر دفع ہو مضمون اس مقام پر اسی ہدایت رہا جو کچھ میر سے اراون سے بوجہ حسن حال ہوں اللہ میں پر بھی اگر تھیں نوی کے ذمہ کو خفص الایمان جیسے کفر نامہ کی حمایت سے رہاں اور علم ورد نہا لبتہ نہ ہوگا۔ میں حق نوی کہ

لغز سے نکلنے پر آیا ہوں۔ پھر غفلت الایمانی کو میں ادنا ب کا مجھے سنا بندہ ہو گا تو اس کا
انتقام سدا کے پردہ ہی مجھ تھا نوری کے اذنا ب کی دغا کاٹنے جو مجھ نکلے حوسے کو پھر گھسٹ سے
دبستے ہیں۔ میں تھا نوری بہت دوس سے ان اقرروں کا قصد رکھتا تھا۔ مگر میرے اذنا ب بندہ با
پر نکام نہایت۔ پاک الفاط سے تمام اوس شریف و علما سے کرام کو یاد کرتے تھے۔ جن ملعون
علامت کو دیکھتے ہوئے مجھ تھا نوری کا کلیجہ دھماکتا رہتا۔ یہ تو اللہ کے حبیب علی نہ تھا ہی نہیں
و ستر کو گالی دی اور دیر سے چوری دیر دوری جو پکڑہ کلام اعداء کا غلام ان کی شان اقدس
کی حمایت کرتے اس پر بول گالیاں برسیں۔ اس لیے اب تک میں نے ایسی تعویذ سے اب
معتد نہیں کے بوب کی طرف انتہات رکھی۔ مگر مجھ تھا نوری کے اذنا ب کے ہٹ دھرم نہ ہوا
ہیں۔ مجھے رات سے معلوم ہوئے۔ ہزاران کارات میں کا ساتھ ہے۔ اس پر کوئی بعد نہ نفع
میں نہ ہونے کی وجہ سے نہ کو ہایت نہ کی۔ اس دوس ضلالت دلت سمجھ جوں ب ب آپ
درجہ کی ماسک مجھ تھا نوری کے یا نہ رہی۔ یہ کسی میں یہی ڈھال نامہ دگا رہے میری تو کیں
کے ہوسے وکیل یہ اعتبار نہ اپنی اس ناپاک فتنہ سے پاک روشن سے عدول کر کے
بے ماسوں نے دیکھ کے مومن سلام اللہین شریف اور میرے بے ہادنی تیری رشد غلو
معد و لغت احقر کا نام پاک ادب سے لکھ کر مجھ سے پوچھا میں نے اپنے معذرت ظاہر
کر دی ہے۔ کہ اتنی غفلت ایمان میں یقینی قطع کفر ہے اور اس کا مصدق بیشک خارجی اور
اسلام سے پاک جو غفلت ایمان میں مرحۃ و اعتقاد ہے گر کوئی بنا اعتقاد و بلا حریج
الشارع بھی ایسا ہے وہ بھی کا فتنہ رہا کہ مجھ تھا نوری سے کہنے رہے تم مسلمان کیوں نہیں
ہو سے۔ اس کا جواب غفر علیہ کی طرف سے مومن غاں سے کہے ہیں کہ

عرس ساری تو کٹی عشق بیتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہوں گے

غرض یہ کہ ظ

من مکر دم شمشاد حذر بکنیہ

معا نوری صاحب دمر سے کہتا ایک کی ان سطور کی کیا بالکڑہ

بہت سے کفر پیر سے سناٹا لگے۔ بہت سے تناقض مٹ گئے آپ کی اگلی پھلی ملا بت
ہو گئی اس نفیس تادیل کا احسان تو نہ سنیے گا

تمہارے سر پہ جزا ویل کا یہ ٹوپ رکھا ہے
نہ چھینکواس کو اچھی کہہ کے تم مانو تو اچھا ہو

سوال پنجاہ و ہشتم: تھا نوری صاحب رسیا کی کٹا بازیاں ملاحظہ ہوں:

غصم کے کر سے دار کی گجرا ہٹ میں سب کچھ توان کی ہوں گئی۔ اپنی کھلی کھینچ پر مسموں
گئی۔ اب پیٹ میں چو بندوڑ سے کہ ہے بنے لوگ کہیں گے ہاری جھک ماری اپنے
تھکے دھرم کی گردن اناروں۔ لہذا یہ مشن کرتی ہے۔ اس سے یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ
اب تک کیوں نہیں کھا۔ شاید اب شروع کریں جو۔ تھا نوری صاحب آپ نے مدیکہ کہ جو کچھ
غفلت الایمان میں لکھا تھا سے صاف کہ دیا گز ہے۔ اس کے نکل کو صاف کھدو۔ اسکا سے
خارج ہے اس سے بڑھ کر کوئی رجوع مقصود ہے۔ اس پر کہتے کہ۔ احمد بھووی سے
و سیاؤی سے۔ مگر یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ چھ دو ابھداستینما۔ غصم میں تو
دل و زبان مختلف تھے۔ یہاں صاحب کی سی رہا میں تھا دو ہیں ایک سے تو ایک سے نکار۔
خلاصہ یہ کہ ایمان لا نا کسی طرح منظور نہیں تو اتنی بات کہ یہ یہ تکلیف کیوں فرمائی۔ یہ تو پہلے
ہی معلوم تھا کہ غصم و معبودوں صادق معصوق علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما چکے کہ دین
سے نکل جائیں گے۔ جیسے یہ انشا سے سے چر لوٹ کر نہ آئیں گے۔ رجوع نہ کریں گے یہود
کو فرمایا:

لا یجئو نہ ابدا ابما قدمت ابدا۔

کبھی موت کی تمنا کریں گے۔ یہودی کو ناشد الوہر گر آرو سے مرگہ کہے گا۔ آپ حضرات کو
فرا دیا ہے:

شمہ لا معبودون۔

پھر رجوع نہ کریں گے وہی دیکھئے سب کچھ کہ کہہ کر آپ کو رجوع سے انکار ہے۔ اللہ
ارشاد اقدس میں کہیں فرق پڑ سکتا ہے۔ کیوں تھا نوری صاحب ہمارے ہی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے علوم طیب کیسے سچے ہیں۔ استاذہ والحمد للہ رب العالمین۔

سوال پنجاہ و ہجتم ہر سال کبھی ہے۔ سوچو نہ کہنے کی سہجی کسی نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا

ہی نہ تھا۔ تھانوی صاحب بھلے مانس تو کاشی پر میں بستے ہیں یا تھانوی بھول ہیں۔ وہ جنگی بھی

بھلے مانس نہیں کہ انہوں نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا کہ وہ بھلے مانس ہوں۔ غیر

یہ تو آپ جانیں اور وہ آپ کی غلطی باتوں میں ہیں کیا دخل۔ مگر خدا کو ایک جان کر یہ تو فرمائیے

کہ آٹھ سال ہر سال آئے۔ ۱۱ جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ کو جو معززین شہر میں سوال آپ کی

خدمت میں لے کر گئے اور آپ نے ایک نہ ہزار نہ عاف کیجئے میں اس میں جاہل ہوں

اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں جو شخص تم سے دریافت کرے اسے ہدایت کرو طیب کا کام

نسخہ لکھ دینا ہے یہ نہیں کہ بعض کی گردن پھری رکھ دے کہ تو پی لے۔ تم اپنی امت میں

سب کو داخل کر لو۔ میں جو کچھ کہہ چکا وہی کہوں گا۔ مجھے معقول بھی کر دیجئے تو وہ کہے جاؤ گا

مجھے معاف کیجئے آپ جیتے اور میں ہارا۔ یہ سنت اضطراب کے کلمات کہہ کر پھینکا پڑا۔

دوبارہ رجسٹری کے آپ کو کیجئے آپ نے منکر ہو کر واپس دیئے۔ سہارہ رسالہ طہارۃ بنی

میں چھاپ کر حاضر کیئے۔ آٹھ برس سے لا جواب ہیں۔ خدا کو ایک مان کر دھرم دھرم سے

بتائیے کہ ان میں کونسا نظر کرایا۔ آپ کی ساختہ تشدید کے خلاف تھا۔ آپ نہ بتائیں تو

بطش قیاب بیع ہو کر آٹھ سال سے شائع ہے اور منکر طبع ہوا۔ مسلمان اس میں تواتر

مذکورہ کی نقل ملاحظہ فرمائیں کہ ان میں کونسا حرف کونسا نقطہ تھانوی صاحب کی نشان

میں پٹا لگاتا تھا جسے لڑتے ہیں کسی نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا ہی نہ تھا۔

تھانوی صاحب لیجئے عالم آشکار واقعہ میں اتنا سفید بیوٹ کیا یہ آپ کو اچھا لگتا ہے۔ یا

آپ کی گھر بوشریعت میں روا ہے۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ جی بھر کر کفر بکا تھا۔ منہ بھر کر

اللہ رسول کو بے نقط سنائی نہیں۔ اب جو مسلمانوں نے آڑ سے ہاتھوں دیا چکے بیوٹ

گئے۔ بیٹے ٹوٹ گئے مانیور پھٹ گئے دم الٹ گئے۔ معاف کیجئے معاف کیجئے

آپ جیتے میں ہارا۔

لب ہارک سے صلا آئے گی بس بس کی

ہم آپ کی جان میں یونہی سن کر دنیا کے پردہ پرندہ سوالات پیدا ہوئے۔ نہ معززین

نے آپ کے اقدار میں دیکھے نہ پھر رجسٹری ہو کر گئے نہ پھر طبع ہو کر شائع ہوئے یا

یوں ہی کر وہ بھی آپ کے یہاں کے اصطلاحی بھلے مانسوں کی طرح نہ تھے کہ ان میں

آپ کی جنگی و دورانیوں کی طرح غلطیوں، منہ ماریوں کے ذہیب بول تھی نہ آپ کی

اجرو میا پاشا شہاب ثاقب کی طرح رڈیوں، بھٹیاریوں کے پھکڑتے۔ نہ آپ کی لال

کتیبا سیف التقی کی طرح لیلیٰ فیش ایسی فیش قانونی فیش تھے یہ سب اور اس سے

بڑھ کر اور جرحا ہر ٹھکانو۔ خدا کسی فیتہ دار یا بیاسے پوچھئے کہ ایک ملا کھانے والے

کی چاند پر دس سال کامل ڈبل تھے والا ہر وقت برستے۔ شرق سے غرب تک علم سے

عرب تک اس کے کفر کا چرچا پھیلے اور وہ پیکا دم سادہ پڑھتے کہ کفر کا الزام

عظیم قائم ہے۔ ہر نے وہ بھلے مانسوں کی طرح کئی پوچھے تو اپنے اوپر سے کھراٹھائیں

مسلمانوں کو ایک ایسوی اسلام دہری پر الزام کفر کے گناہ عظیم سے بچائیں نہ اپنے ایمان

کا غم نہ اپنی پانہ کی نگرہ مسلمانوں کو اس عظیم کفر میں پھنسے سے روکنے کی ضرورت

یہ سب اوڑھ چڑھے ہیں۔ اس نے کسی نے بھلے مانسوں کی طرح نہ پوچھا۔ ان سے

تیری سمائی۔ اس سے لاکھ درجے ہکا الزام کس دنیوی یا مائیکل بات پر کرت پڑھیں پڑا۔

پکری تک پونچھا۔ پہلے کہ جان جوتی تری سکوت ہوتا ہوتا۔

نطق کا حوصلہ معلوم ہے بس جانتے دو

یہ بھی جانے دو جہل منشی کی پوچھنے والے تو تیار سے گھر پر ہوتے تھے۔ جیسے اب دس

برس کی کمیٹی میں یہ سوا دو دہائی نکالنے کو درجنگی سے پوچھوائی۔ دس برس پہلے

پوچھو لیجئے تو کیا گناہ تھا۔ معلوم ہوا کہ سب بھوٹی ملعون بنا دیں ہیں۔ دس برس تک

تمام قلعہ بھری سمجھ میں کچھ آیا ہی نہیں۔ ناچار اوپر کا سانس اوپر نیچے کا نیچے۔ اب

دس برس بعد کچھ سوچتی رہا اپنے اصطلاحی بھلے مانس سے پوچھا کہ سوا دو دہائی پکلی جو

لوں گے پر الٹی پھری ہوئی۔ واللہ الحمد۔ کیوں تھانوی صاحب دھرم سے کتنا یہ کتنا

ٹھیک ہے۔

سوال ششم: تھانوی صاحب رسالہ کی ایک پھر یاں تو گوہر کبھی مات گزشتہ اب مسلمانوں کے چھپنے کو پھر کاوا کا مٹی ہے کہ میرا اند میرے سب بڑگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپ کے افضل الخوقات فی بیح الکلمات العلیہ ہونے کے باب میں یہ ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تھانوی صاحب وہ غرض الایمان والے پاگل اور چوپائے کہاں گنوائے ہیں سب کو معاذ اللہ علم غیب میں (رشتہ منان) ہنگام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر کر دیا تھا۔ بسط البیان نے اپنے جواب آخر میں علوم غیبیہ مختصہ کا فرق بھی قلع لکھ کر گردش چشم میں ادا کیا تھا۔

۲ وہ آپ کے بزرگ گنگوہی صاحب والا شیطان کیا۔ انہیں کے ساتھ فرما کر دیا جیسے فرمایا تھا شیطان میری وسعت اس سے ثابت ہوئی۔ فرما عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قلعی ہے۔

غیر اس تھویر جواب دے بھی سکتے ہو کہ گنگوہی صاحب نے اس عبارت میں ایلیس کو خدا کا شریک مانا ہے اور خدا کا شریک نہ ہوگا۔ مگر خدا اور ہم نے حضور کو بعد از خدا بزرگ کہا ہے تو خود اسے گناہ ایلیس کا بڑھانا موجب اعتراض نہیں۔ بلکہ مزید ہے مگر آپ پاگل پر پائے پچے۔ سب کو برابر کر چکے۔ اس کا جواب کیا ہوگا۔ کیا یہ سب بھی آپ کے یہاں خدا ہیں؟ وَلَا خَوْنٌ وَلَا قُوَّةٌ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

الحمد لله صفاۃ بسط البیان کی سب نزاکتوں کی کامل ناز برواری ہو گئی۔ بفضلہ تعالیٰ اول تا آخر کوئی حرف نہ بچا سوال چند سطروں کے جن میں مسئلہ علم غیب پر کچھ بڑکی ہے۔ کہ اس پر مستقل رسالہ بعونہ تعالیٰ ہر یہ نافرین ہوگا۔ و بحوالہ التوفیق۔

تنبیہ: یہ بظاہر ساٹھ اور معنی ایک سو تیس سوال اور حقیقتہ سر اشراف جناب تھانوی صاحب پر قمر الہی کے ایک سو تیس سوال ہیں کہ اخیر کے بیس سوالوں میں اکثر متعدد و غیرہ اور پر مشتمل نادر نبروں کی فرست میر ہے۔

سوال	زیادت	سوال	زیادت	سوال	زیادت
۴۱	۳	۴۲	۶	۴۳	۲

سوال	زیادت	سوال	زیادت	سوال	زیادت
۴۴	۱۶	۴۵	۲	۴۶	۱۵
۴۸	۳	۴۹	۴	۵۰	۲
۵۱	۲	۵۲	۹	۵۳	۵
۵۴	۱۶	۵۵	۲	۵۶	۱

کل تعداد زیادت سوالات ۷۲۔

تربیس حقیقتہ بانو سے ہیں اور اگلے چالیس مل کر ایک سو تیس پہلے سوالات میں بھی بعض جگہ متعدد نمبر ہیں۔ مگر یہ خاص اہتمام مسالہ کی دوسویں کیا دی نے کر لیا کہ کسی پر اس کے تھانوی جوامی نواری کو بڑا ناز تھا۔ پہلا عشرہ تھانوی الناس کا سنیاس تھا اس پر مستقل مقرر کتاب مستطاب اشدا لہاس علی عابد الناس پھر کتاب لا جواب القلم القاصم للہاسم القاسم میں ہے: یہاں استطراد اسے مختصر سا ذکر کر دیا کہ مدرسہ دیوبند کی آئی تحریر جو اس رسالہ مبارکہ وقعات السنن الی ملق المسالۃ بسط البیان کی محرک ہوئی۔ اس میں تھانوی الناس کو بھی ذکر کیا تھا یوں سمجھئے کہ وہ عشرہ شروع مقصود کی بسم اللہ سے پہلے اسود بیا اللہ من الشیطن الرجیم کی جگہ ہے۔ نہیں نہیں بلکہ بسط البیان مخزن انجاس کو ناگوں ہے۔ اس میں دخول سے پہلے اسود بیا اللہ من الخبث والخبائث کہنا مستحسن ہے۔ ہر حال میں بسط البیان پر دو اور پرتین اربعین یعنی ایک سو بائیس شدید و متین: والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین ومحمد والہ وصحبہ اجمعین ۱۰ میں والحمد للہ رب العالمین۔

جناب وسیع الانتساب حضرت عباسؓ ہیں۔ اگر کوئی لفظ ہمارا آپ کو برا لگا ہو معاف کریں یہ خوب سمجھ رکھیے کہ اب آپ کی خاموشی کا یہ وہ چاک ہو گیا۔ پہلے تو جانوں کے نزدیک آپ کی چپ کا جرم بنا تھا کہ خدا ہمارے بولیں تو کیا بولیں۔ ممکن کہ جواب دے کہ خلیفۃ الایمان کی قسمت کھولیں اب جو سوا دور قیبط البنان کھوکھلے بول دیتے۔ اپنے دھڑک کے سب پر دے کھول دیتے۔ معلوم ہو گیا کہ آپ کے پاس کچھ جواب نہیں۔ سوا اس کے کہ اپنے کفر پر اور جبری کر دی اپنے خارج از اسلام ہونے کی قبولیت کھو دی۔ بلکہ ایک کفر پر چڑھ کر اپنے کفر کے یکہ میں اپنا چھکڑا بھڑکا کر اپنے بچاؤ کی لگی اور تنگ کر لی۔ اب آپ کی خاموشی کو کوئی جاہل بھی تغافل کی گدہی نہ مانے گا۔ بلکہ صراحت آپ کے عجز کے مز میں بیماری چتر کی ڈاٹ جاسنے گا۔ کہنے یہ بہتر! حق کا قبول جو خلق کو پسند خالق کو مقبول۔ لہذا اس ایمانی معاہدہ کی طرف آپ کو دعوت ہے۔ جس کی ابتداء ہم خود کریں۔ ہم سچے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اگر آپ نے ان سب سوالات کا جدا جدا معقول جواب دیا۔ جس میں نہ ارکان گمانی ہو نہ نمبر کثرتا نہ مکابرہ و دشمنی ہو نہ دھوکے دے کر عوام کو چند انا تو ہم صاف اعلان کر دیں گے کہ خلیفۃ الایمان پختہ نظر تھی اور اگر آپ ایماننا سمجھ لیں کہ الزام لا جواب ہے تو خدا کو مان کر انصاف قبول دیں کہ واقعی خلیفۃ الایمان میں آپ نے کد کھائی اور اب مسلمان ہوتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں۔ اس میں آپ کی کچھ عہد نہ ہوگی۔ بلکہ ہر عاقل کے نزدیک وقعت آپ کی بڑھ جائے گی۔

اور یہ بار بار معروض ہو چکا کہ علمائے کرام حرمین شریفین نے آپ پر حکم کفر فرمایا ہے کفر و اسلام میں وکالت نہیں۔ آخر بولیں کہ ان سوالات کے حکم سے آپ کا نہ ثابت ہوئے یا نہیں۔ جو سے تو قبول و اعلان کے ساتھ توبہ چاہیے۔ نہیں جو سے تو جواب دو ڈر کا ہے۔ کاسے بے حجاب دو اور اگر حسب عادت نفیر سکوت ہی کی شہرانی۔ اگرچہ خواری

خواری خنہ چرخ پکار چائی دھڑک آپ کے چپ سے کہہ رہے ہیں جس کی گلی یعنی اپنی ابدی ہر کی عزت آپ نے پہلے ہی بتا دی ہے کہ اس پر بھی قلم روکنا نہ ہوگا تو اس کا انتقام خدا کے سپرد کر کے کوٹکا با خدا و اریم کار و بانگانی کافریت جس کامات مطلب یہی ہے کہ دس برس کی مزبوں پر طائفہ بھر کے سہارا دیئے سے یہ سوا دور قیبط البنان اس پر مزبوں پڑیں تو میں بیک بین دو گوش در خواب غروبش مدوش و خاموش شہر غوشاں کو گویا سانسب کی پاختی چل بسوں گا۔

بعد از مرمن کن فیکون مشہ شدہ باشد
غرض سکوت مبعوث کا عزم بالزم خود ظاہر کر چکے ہو تو حضرت اس کے لیے ایک میعاد۔ رسالہ رجسٹری بھیجتے ہیں۔ دو دن وصول کے رکھیں اور جواب کے لیے آپ کا اکتالیس روز کا چلہ دو دن اور وصول جواب کے اگر دو تار سال سے ۵۴ دن کے اندر آپ نے جواب نہ بھیجا تو اپنا ڈبل کفر لبط البنان میں صاف صاف قبول ہی چکے ہر۔ صرف اپنا نام باقی تھا۔ اب یہ باقی بھی داخل میں داخل ہو گا اور یہ ٹھہرے گا کہ آپ نے بول کھو دیا کہ بیشک بیشک اشرف علی ولہ فلاں تھانوی کا فرزند ہے۔

زمانے اس سے زیادہ اند میں کیا کر سکتا ہوں اللہ ہی آپ کی چپ توڑے۔ اور قبول اسلام کی توفیق بخشے۔ آمین: والحمد لله رب العالمین و افضل الصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ و تابعہ و عترتہ اجمعین آمین۔

کہ اللہ کے لیے ایک عظیم دینی نزاع کا یہ نہایت سہل و آسان مختلف فیہ ہے انصاف کی نگاہ سے اول تا آخر ملاحظہ فرمائیں، بعض نئی تہذیب کے خیالات جن کے نزدیک اللہ رسول کی جناب میں کوئی کیسی ہی ناپاک کب جائے۔ بے تہذیب نہیں۔ مگر جو مسلمان اسے منہ جل دلا دلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آپ کی جگہ تم کہے وہ پکارنا مذہب ہے ان سے گزارش کہ اگر کسی مذہب نامذہب ہیں ہیں ایک
 عظیم نزاع امرور میں ہوا اور ایک نظر دیکھنے میں اس کا سہل فیصلہ ہوتا ہوا ہے تو اسے دیکھنا کوئی
 عقل یا ایمان کے خلاف ہے۔ نامذہب ہی سمجھ کر اصل مضامین پر تو نظر فرمائیے۔ اگر جناب
 تھانوی صاحب کی اس لسطہ البیان میں خود انہیں کے اقراروں انہیں کی سندوں سے ہر جگہ
 حسام الحرمین کا دعویٰ ثابت نہ ہوا ہو تو شکایت کیجئے وہ اقراروں کے بعد پھر انکار کیوں ہے
 ذرا خدا کو مان کر دیکھئے تو کہ جناب تھانوی صاحب اسی لسطہ البیان میں خود اپنے اوپر کس زور
 کا فتویٰ شکار ہے جس کہ اتنا تو حسام الحرمین نے بھی نہ فرمایا تھا و اللہ اعلم۔ تھانوی صاحب کو
 ۵۴ دن کی مہلت کا اعلان بھی لکھ دیا ہے اور وہ ہمت فرما کر ان تمام سوالوں کے معقول جواب
 دے دیں تو اسی پر متاخرہ نغض الایمان کا خاتمہ رکھ دیا ہے۔ پھر فیصلہ کر لینے میں دیر کیا ہے۔
 حسب اللہ ونعم الوکیل۔